ڈاکٹر رابعہ سرفراز

نسخہ ہائے وفا کی عروضی تخریج

نسخہ ہائے وفا کی عروضی تخریج

ڈاکٹر رابعہ سرفراز

نسخہ ہائے وفا کی عروضی تخریج

ڈاکٹر رابعہ سرفراز

مثال پبلشرز
رحیم سینٹر، پریس مارکیٹ، امین پور بازار، فیصل آباد

اشاعت : 2015

کتاب : نسخہ ہائے وفا کی عروضی تخریج

مصنفہ : ڈاکٹر رابعہ سرفراز

ناشر : محمد عابد

تزئین : خرم شہباز

قیمت : 350 روپے

مطبع : بی پی ایچ پرنٹرز، لاہور

Nuskha Hay Wafa Ke Arozi Takhreej

by

Dr. Rabia Sarfraz

Edition - 2015

اہتمام

مثال پبلشرز رحیم سینٹر پریس مارکیٹ امین پور بازار، فیصل آباد

Phone: 041-2615359, 2643841, Cell:0300-6668284

E-mail: misaalpb@gmail.com

شوروم

مثال کتاب گھر، صابریہ پلازہ، گلی نمبر 8، شمی محلہ، امین پور بازار، فیصل آباد

محترمہ فاطمہ جناحؒ کے نام

ترتیب

من آنم کہ من دانم

شاعری زندگی کا مسئلہ ہے اور اس مسئلے کی مختلف جہتیں ہیں۔ کبھی یہ داخل سے خارج کی طرف سفر کرتی ہے اور کبھی سماجی مسائل کو اپنا موضوع بناتی ہے۔ کبھی قومی حوالے سے لفظوں کے پیکر میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی بین الاقوامی سطح پر انسانیت کی تفہیم میں معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے۔ مسائلِ زندگی کے بوجھ تلے دبا انسان ایک وسیع تر تناظر میں حقائق کے ادراک سے قاصر نظر آتا ہے تو شاعری اس کے ذہنی دائرے کو وسعت آشنا کرتی ہے۔ شاعر محسوس کرتا ہے، سوچتا ہے اور اپنے افکار کے اظہار کے ذریعے دنیا میں مثبت طرزِ زندگی کے فروغ کی جانب ایک قدم بڑھاتا ہے۔ شاعری حقیقتِ ذات کا سفر ہے یعنی شاعر جو کچھ دیکھتا ہے اسے جذباتی طور پر جانچتا ہے اور پھر لفظوں کے ذریعے بیان کرتا ہے۔ الفاظ کی ترتیب و تنظیم شاعر کا فریضہ ہے جسے وہ اپنے مشاہدے اور تجربے کے بعد انجام دیتا ہے۔ فیض احمد فیض نے حیاتِ انسانی کی اجتماعی جدوجہد کے ادراک اور اس جدوجہد میں شرکت کو زندگی کا ہی نہیں بلکہ فن کا تقاضا بھی قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ”فن اسی زندگی کا ایک جزو اور فنی جدوجہد اسی جدوجہد کا ایک پہلو ہے۔ یہ تقاضا ہمیشہ قائم رہتا ہے اس لیے طالبِ فن کے مجاہدے کا کوئی نروان نہیں۔ اس کا فن ایک دائمی کوشش ہے اور مستقل کاوش۔“(۱)

حیاتِ انسانی کی اجتماعی جدوجہد میں شمولیت کو شاعر کا بنیادی فریضہ قرار دیا گیا ہے خواہ اس شمولیت کی نوعیت کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ فیض کی شاعری اسی جدوجہد کا ثمر ہے، جس میں ہمیں عشقیہ مضامین کے ساتھ ساتھ عہدِ استبداد، سیاسی حالات، سقوطِ ڈھاکہ، ایامِ اسیری اور دورِ جلاوطنی، ہجر و فراق کے لمحات، بین الاقوامی واقعات اور ایفرو ایشیائی موضوعات پر لاتعداد شعری فن پاروں کے ساتھ ساتھ نوحے، مرثیے، فلمی گیت اور پنجابی منظومات بھی ملتی ہیں۔

زندگی ایک پیچیدہ شے ہے جس میں حسن و بدصورتی، خوبیاں اور خامیاں، امید اور ناامیدی، خوشی اور غم کے سب رنگ ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ فیض کی شاعری میں بھی ہمیں جا بجا یہ تمام روپ اور موڈ نظر آتے ہیں۔ ان کی فطرت میں مصائب سے فرار شامل نہیں اور وہ بے مقصد خواب سازی سے بھی گریز کرتے ہیں۔ ہمارے بعض ناقدین نے فیض کو اکہرے پن اور انجماد کا شاعر کہا اور بعض نقادوں نے یہ اعلان کر دیا کہ فیض کے یہاں تہہ در تہہ نفسیاتی کیفیت نظر نہیں آتی جس کے باعث وہ اکثر جدید شعرا کی طرح Modernist شاعر نہیں بن سکے۔ فیض کی شاعری پر دولخت ہونے کا الزام بھی لگایا گیا۔ فیض کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہوئے دراصل شاعری اور فن کے حوالے سے فیض کے پیش کردہ نظریات اور خیالات کو مدِ نظر رکھنا از حد ضروری ہے جن کی مدد سے ہم اس حقیقت تک رسائی حاصل کر سکیں گے کہ فیض نے اپنی شاعری میں ان اصولوں کو کس حد تک مدِ نظر رکھا جو وہ دیگر فن کاروں کے لیے متعین کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے فکری رجحان کا مطالعہ بھی نہایت اہم ہے کیونکہ فیض کا کہنا ہے کہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ فن کار کا شعور بھی اپنا ارتقائی سفر طے کرتا ہے۔

فیض کی شاعری میں تازہ لہجے کی انفرادیت موجود ہے۔ ان کی نظموں میں غزلوں کا رنگ عصرِ حاضر کے اُن شعری ناقدین کی خصوصی توجہ کا طالب ہے جو دورِ حاضر کی اُردو نظم کو محض آزاد نظم تک محدود کرنے میں اپنی عافیت جانتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ آزادی

کے بعد پاکستان میں معریٰ نظم کتنے شعرانے کہی ہے؟ فیض کی شاعری کے انقلابی لہجے میں روایتی لغت کا ماہرانہ استعمال بھی ملتا ہے جہاں وہ مذہبی تلازموں سے انقلابی فضا پیدا کرتے نظر آتے ہیں۔ فیض کا شعری لغت وقت کی قید سے ماورا ہے اور ان کے ہاں اقبال کی طرح جمال کے ساتھ ساتھ جلال کا رنگ بھی نمایاں ہے بلکہ بعض مقامات پر جلال جمال پر غالب نظر آتا ہے۔

ہر اک اولی الامر کو صدا دو
کہ اپنی فردِ عمل سنبھالے
اٹھے گا جب جمعِ سرفروشاں
پڑیں گے دارورسن کے لالے
کوئی نہ ہوگا کہ جو بچا لے
جزا سزا سب یہیں پہ ہو گی
یہیں عذاب و ثواب ہو گا
یہیں سے اُٹھے گا شورِ محشر
یہیں پہ روزِ حساب ہو گا(۲)

یہ فیض کی شعری مہارت ہی ہے کہ جس کے سبب اُن کی شاعری نئی نسلوں کے ذہنوں میں گھر کر گئی ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں ان تمام موضوعات پر قلم اٹھایا ہے جو ذات، سماج، ارضِ وطن، ملت اور انسانیت سے متعلق ہیں۔ اپنے جاندار شعری اسلوب کی بدولت انھوں نے ایسے شعری فن پارے تخلیق کیے ہیں جن کی معنویت سماجی و تاریخی حقائق کے مطالعے کی روشنی میں اپنی اہمیت واضح کرتی ہے۔

فیض ایسے معاشرے کے خواہاں ہیں جہاں سب کو باعزت روزگار ملے، کوئی کسی کا دست نگر نہ ہو اور سب ایک دوسرے کی عزت و ناموس کے تحفظ کے ضامن ہوں۔ وہ ان اجارہ داریوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں جن کے بل بوتے پر طبقاتی بالادستی کا

نظام قائم ہے۔ ان کی شعری زبان میں تہذیبی رچاؤ نہ صرف ان کی فن کارانہ عظمت کا ثبوت ہے بلکہ اس امر کی دلیل بھی ہے کہ انھوں نے مروجہ شعری ڈکشن کو مسترد کیے بغیر اپنے مخصوص طرزِ بیان کا سکہ جمایا ہے۔ فیض کی شاعری میں اعلیٰ درجے کی صناعی دراصل ان کے شعری اسلوب کی وہ ندرت ہے جو انھیں ہم عصر اور مابعد کے شعراء ممتاز کرتی ہے۔

فیض کی ایک نظم جو گلوکاروں نے سب سے زیادہ گائی ہے اور جس کے بارے میں وہ کہتے تھے کہ یہ نظم ہماری نہیں ہے بلکہ ہم نے یہ مادام نور جہاں کو دے دی ہے کس قدر دلکش اسلوب اور طرزِ ادا کی حامل ہے ملاحظہ کیجیے:

مجھ سے پہلی سی محبت مری محبوب نہ مانگ
مَیں نے سمجھا تھا کہ تو ہے تو درخشاں ہے حیات
تیرا غم ہے تو غمِ دہر کا جھگڑا کیا ہے
تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات
تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے؟
تُو جو مل جائے تو تقدیر نگوں ہو جائے
یُوں نہ تھا ،مَیں نے فقط چاہا تھا یوں ہو جائے
اور بھی دُکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا
اَن گنت صدیوں کے تاریک بہیمانہ طلسم
ریشم و اطلس و کمخواب میں بُنوائے ہوئے
جا بجا بکتے ہوئے کوچہ و بازار میں جسم
خاک میں لتھڑے ہوئے خون میں نہلائے ہوئے
لَوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کیا کیجیے

اب بھی دلکش ہے ترا حسن ، مگر کیا کیجیے
اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا
مجھ سے پہلی سی محبت مری محبوب نہ مانگ[۳]

مندرجہ بالا نظم کو فیض کی شاعری کا اہم سنگِ میل قرار دیا جاتا ہے۔ فیض کی غزلیں بھی عشقیہ تاثرات سے بھرپور ہیں۔ بول، کہ لب آزاد ہیں تیرے کا خالق دل کی خانہ ویرانی کا ماتم کرتا اور متاعِ غیرت وایمانی کی ارزانی کا نوحہ پڑھتا بھی نظر آتا ہے۔ موت اور زیست کی صف آرائی میں انسان پر گزرنے والی قیامت صدیوں سے اس کا مقدر ہے۔ مرنے کی حسرت میں زندگی کرتی مخلوق ، کھیتوں میں اُگتی بھوک، ہر گام پر خوابوں کی مقتل گاہیں شاعر کا موضوعِ سخن ہیں۔

تم آئے ہو ، نہ شبِ انتظار گزری ہے
تلاش میں ہے سحر، بار بار گزری ہے
جنوں میں جتنی بھی گزری، بکار گزری ہے
اگرچہ دل پہ خرابی ہزار گزری ہے
ہوئی ہے حضرتِ ناصح سے گفتگو جس شب
وہ شب ضرور سرِ کوئے یار گزری ہے
وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے
نہ گل کھلے ہیں، نہ ان سے ملے، نہ مے پی ہے
عجیب رنگ میں اب کے بہار گزری ہے
چمن پہ غارتِ گلچیں سے جانے کیا گزری
قفس سے آج صبا بے قرار گزری ہے[۴]

روشن کہیں بہار کے امکاں ہوئے تو ہیں کے شاعر کو اب بھی کہیں کہیں خزاں کا راج نظر آتا ہے لیکن وہ پُر اُمید بھی ہے کہ رہِ چمن میں گوشے غزل خواں ہوئے ہیں، شب کی سیاہی میں سحر کے رنگ پر افشاں ہوئے ہیں اور اہلِ قفس کی صبحِ چمن میں آنکھ کھلنے کے بادِ صبا سے وعدہ و پیماں ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ شکوہ بھی کرتا ہے کہ نثار مَیں تری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے اور پھر یہ بھی کہ بنے ہیں اہلِ ہوس، مدعی بھی منصف بھی، کسے وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں۔ ایک ایک لفظ جذبات کا ترجمان بن گیا ہے۔

سبزہ سبزہ ، سوکھ رہی ہے پھیکی ، زرد دوپہر
دیواروں کو چاٹ رہا ہے تنہائی کا زہر
دُور افق تک گھٹتی ، بڑھتی، اٹھتی، گرتی رہتی ہے
کُہر کی صورت بے رونق دردوں کی گدلی لہر
بستا ہے اِس کُہر کے پیچھے روشنیوں کا شہر
اے روشنیوں کے شہر
کون کہے کس سمت ہے تیری روشنیوں کی راہ
ہر جانب بے نور کھڑی ہے ہجر کی شہر پناہ
تھک کر ہر سُو بیٹھ رہی ہے شوق کی ماند سپاہ
آج مرا دل فکر میں ہے
اے روشنیوں کے شہر
شب خوں سے منہ پھیر نہ جائے ارمانوں کی رو
خیر ہو تیری لیلاؤں کی، ان سب سے کہہ دو
آج کی شب جب دیئے جلائیں، اُونچی رکھیں لَو (۵)

’آج بازار میں پابجولاں چلو، لاہور سنٹرل جیل کے ایامِ اسیری (۱۹۵۹ء) کی

یادگار ہے جب فیض پولیس کی حفاظت میں چیک اپ کرانے کے لیے اسپتال جاتے تھے۔ ایک دن جیل حکام کے پاس گاڑی نہیں تھی چنانچہ فیض کو ہتھکڑیاں پہنا کر تانگے کی پچھلی نشست پر بٹھایا گیا۔ وہ لاہور کی سڑکوں سے گزرے اور اہلیانِ لاہور ایک جلوس کی شکل میں ان کے ہمراہ چلنے لگے۔ انھوں نے جیل سے باہر شہر کی کھلی فضا کو محسوس کیا اور اسی کی یاد میں یہ نظم تخلیق کی۔

چشمِ نم ، جانِ شوریدہ کافی نہیں
تہمتِ عشقِ پوشیدہ کافی نہیں
آج بازار میں پابجولاں چلو
دست افشاں چلو، مست و رقصاں چلو
خاک بر سر چلو، خوں بداماں چلو
راہ تکتا ہے سب شہرِ جاناں چلو
حاکمِ شہر بھی ، مجمعِ عام بھی
تیرِ الزام بھی ، سنگِ دشنام بھی
صبحِ ناشاد بھی ، روزِ ناکام بھی
ان کا دم ساز اپنے سوا کون ہے
شہرِ جاناں میں اب باصفا کون ہے
دستِ قاتل کے شایاں رہا کون ہے
رختِ دل باندھ لو دل فگارو چلو
پھر ہمیں قتل ہو آئیں یارو چلو[۶]

فیض کی غزلوں کا علامتی نظام اس اعتبار سے ان کی نظموں سے مختلف ہے کہ انھوں نے غزلوں میں کلاسیکی علامتوں کے دائرے میں رہتے ہوئے نئی جہتیں دریافت کی ہیں۔ اس کے برعکس نظموں کے لیے نئی علامتیں وضع کی گئی ہیں۔ ان کی شاعری میں تخیل کی

نزاکت کے ساتھ ساتھ سنجیدگی، تلخی اور گہرائی موجود ہے جس نے انھیں فن کارانہ معراج تک پہنچایا ہے۔ ان کی شاعری کا جمالیاتی حسن اور آفاقی رنگ اسے ہر علاقے اور ہر دور کے قاری کے لیے خاصے کی چیز بناتا ہے۔ فیض کی شاعری انسانیت کی فتح کی نوید ہے جس کی بنیاد نفرت و کدورت کی بجائے باہمی سلوک اور پیار محبّت پر قائم ہے۔

جگر دریدہ ہوں چاک جگر کی بات سنو
الم رسیدہ ہوں دامانِ تر کی بات سنو
زباں بریدہ ہو زخمِ گلو سے حرف کرو
شکستہ پا ہوں ملالِ سفر کی بات سنو
مسافرِ رہِ صحرائے ظلمتِ شب سے
اب التفاتِ نگارِ سحر کی بات سنو
سحر کی بات ، اُمیدِ سحر کی بات سنو(۷)

فیض کی تمثال نگاری کے حوالے سے ان کی دو نظمیں ''شاہراہ'' اور ''ہارٹ اٹیک'' خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ ''شاہراہ'' میں انھوں نے ایک افسردہ دراز شاہرہ کو وصلِ محبوب کے تصور میں نڈھال ایک غمزدہ عورت سے تشبیہ دی ہے۔

ملاحظہ کیجیے:

ایک افسردہ شاہرہ ہے دراز
دُور اُفق پر نظر جمائے ہوئے
سرد مٹی پہ اپنے سینے کے
سُرمگیں حسن کو بچھائے ہوئے

جس طرح کوئی غمزدہ عورت
اپنے ویراں کدے میں محوِ خیال

وصلِ محبوب کے تصور میں

مُو بمُو چُور، عضو عضو نڈھال (۸)

''ہارٹ اٹیک'' میں دلِ وحشی کی جزئیات نگاری افسردگی، آزردگی اور رگِ جاں سے الجھنے کی داستان فیض کے الفاظ میں ملاحظہ کیجیے۔ ایسی شاعرانہ مہارت پر یقیناً فیض کے وہ ناقدین بھی داد دیے بغیر نہ رہ سکیں گے جنھیں فیض کے ہاں انجماد کی کیفیت نظر آتی ہے۔

درد اتنا تھا کہ اس رات دلِ وحشی نے

ہر رگِ جاں سے الجھنا چاہا

ہر بُنِ مُو سے ٹپکنا چاہا

اور کہیں دور ترے صحن میں گویا

پتا پتا مرے افسردہ لہو میں ڈھل کر

حسنِ مہتاب سے آزردہ نظر آنے لگا

میرے ویرانۂ تن میں گویا

سارے دُکھتے ہوئے ریشوں کی طنابیں کُھل کر

سلسلہ وار پتا دینے لگیں

رخصتِ قافلۂ شوق کی تیاری کا

اور جب یاد کی بجھتی ہوئی شمعوں میں نظر آیا کہیں

ایک پل آخری لمحہ تری دلداری کا

درد اتنا تھا کہ اس سے بھی گزرنا چاہا

ہم نے چاہا بھی، مگر دل نہ ٹھہرنا چاہا (۹)

فیض کے شعری اسلوب کا مطالعہ جہاں ہمیں ان کے شعری تفکر کا سلسلہ وار پتا دیتا ہے۔ وہیں فنی حوالے سے ان کے یہاں مخصوص اوزان و بحور کے استعمالات کے جائزے پر بھی اُکساتا ہے۔

ہماری آج کی تحقیق و تنقید میں علمِ عروض کو وہ اہمیت حاصل نہیں ہے جو قد[ما]
(کلاسیک) کے دور میں تھی۔ عروض لحن و آہنگ کی میزان ہے۔ یہ ایک ایسا پیمانہ ہے جس
کے ذریعے کلامِ موزوں/غیر موزوں میں تمیز کی جا سکتی ہے۔ شاعر کا کسی ایک بحر کی مخصوص
ترتیب آہنگ سے بے ترتیب ہو جانا اس کے بے وزن ہونے کی دلیل ہے جو اس کے
ہاں عروضی تسامح کو جنم دیتی ہے۔ اقبال نے شاید اسی حوالے سے کہا تھا کہ

صاحبِ ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے
گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش

لہٰذا اہلِ بحر کی غفلت، صاحبِ ساز کو بھی بے آہنگ کر دیتی ہے۔

میں سمجھتی ہوں کہ ہر صاحبِ طرز شاعر کا ایک اپنا مخصوص عروضی نظام بھی ہوتا
ہے جو بعض ان اوزان و بحور پر مشتمل ہوتا ہے جن کے لحن و آہنگ سے اس کی مانوسیت
ہوتی ہے۔

فیض نے نامانوس اور غیر مروج بحور سے اجتناب کیا ہے صرف انھی اوزان میں
اشعار کہے ہیں جو اُردو شاعری میں زیادہ تر رواج پذیر ہیں۔

فیض نے مفرد بحور میں سے ''ہزج، رجز، رمل، کامل، متقارب، متدارک''
کے مثمن سالم اوزان کے علاوہ مزاحف اوزان بھی اپنی شاعری میں برتتے ہیں نیز
''بحرِ جمیل مثمن سالم'' جسے نجم الغنی نے ''بحرِ بلا اسمی'' کہا ہے۔ اس بحر میں بھی فیض نے
کلام کہا ہے۔

علاوہ ازیں فیض نے بارہ مرکب بحور میں سے ''مضارع، مجتث، خفیف'' کے
صرف رواج پذیر مزاحف اوزان میں اشعار کہے ہیں۔

مزید برآں بحرِ خفیف کا حسبِ ذیل مزاحف وزن جو عام ڈگر سے ہٹ کر ہے کہ

خفیف مسدس مخبون مجحوف
فاعلاتن مفاعلن فعِ

مذکورہ بالا وزن میں فیض نے غزل کہی ہے۔ مطلع ملاحظہ فرمائیں:

بات بس سے نکل چلی ہے

دل کی حالت سنبھل چلی ہے

جملہ فنی اوصاف کو دیکھتے ہوئے اور علم عروض کی لافانی اہمیت (جس سے آج کے ناقدین اور محققین نگاہیں چراتے ہیں) کے پیشِ نظر میں نے ''نسخہ ہائے وفا'' میں شامل پنجابی کلام کے سوا تمام اُردو کلام کی عروضی تخریج کی ہے جس سے فیض کے عروضی نظام کو مکمل طور سے سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

عروضی تخریج کے دوران مجھے مکتبۂ کارواں سے شایع شدہ ''نسخہ ہائے وفا'' میسّر رہا جس میں بعض جگہوں پر متن کی اغلاط سامنے آئی ہیں۔ اس حوالے سے حسبِ ذیل قطعہ ملاحظہ ہو:

شام دُھندلانے لگی اور مری تنہائی

دل میں پتھر کی طرح بیٹھ گئی

چاند اُبھرنے لگا یکبار تری یاد کے ساتھ

زندگی مونس و غم خوار نظر آنے لگی (غبارِ ایام)

مذکورہ بالا قطعے کا دوسرا مصرع، پہلے، تیسرے اور چوتھے مصرعے کی بہ نسبت وزن سے گر گیا ہے۔ پہلے، تیسرے اور چوتھے مصرعے کا وزن درج ذیل ہے:

رمل مثمن مخبون محذوف/مقصور

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فعلن/فعلان

شام دُھندلانے لگی اور مری تنہائی

چاند اُبھرنے لگا یکبار تری یاد کے ساتھ

زندگی مونس و غم خوار نظر آنے لگی

جب کہ دوسرے مصرعے کا وزن حسبِ ذیل ہے:

رمل مسدس مخبون محذوف

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلُن

دل میں پتھر کی طرح بیٹھ گئی

اب یا تو یہ سہوِ کتابت ہے کہ دوسرے مصرعے ''دل میں پتھر کی طرح بیٹھ گئی'' میں باقی تین مصرعوں کی بہ نسبت بحر کا ایک رکن ''فَعِلاتن'' جو کم ہو رہا ہے اس کے بروزن الفاظ شاملِ مصرع نہیں ہوئے یا پھر فیض سے نادانستگی میں ایسا ہو گیا۔۔۔

میں نے اس کتاب میں ''نسخہ ہائے وفا'' کی عروضی تخریج ''غزلیات، قطعات، نظمیں، متفرقات'' کے عنوانات کے ساتھ الگ الگ کر دی ہے نیز تخریج کے دوران جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں ''فٹ نوٹ'' بھی دے دیا ہے تا کہ کہیں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

اُمید کرتی ہوں کہ اربابِ نقد و نظر میری اس کاوش کو پذیرائی کی نظر سے دیکھیں گے۔

ڈاکٹر رابعہ سرفراز

شعبۂ اُردو

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

حوالہ جات

۱۔ فیض احمد فیض، دستِ صبا مشمولہ نسخہ ہائے وفا، لاہور: مکتبۂ کارواں، س ن، ص ۱۰۵

۲۔ فیض احمد فیض، مرے دل مرے مسافر مشمولہ نسخہ ہائے وفا، ص ۶۱۹

۳۔ فیض احمد فیض، نقشِ فریادی مشمولہ نسخہ ہائے وفا'' ص ۵۳، ۵۴

۴۔ فیض احمد فیض، دستِ صبا مشمولہ نسخہ ہائے وفا، ص ۱۳۲

۵۔ فیض احمد فیض، زندان نامہ مشمولہ نسخہ ہائے وفا، ص ۲۵۸، ۲۵۹

۶۔ فیض احمد فیض، دستِ تہِ سنگ مشمولہ نسخہ ہائے وفا، ص ۲۳۳، ۲۳۴

۷۔ فیض احمد فیض، شامِ شہر یاراں مشمولہ نسخہ ہائے وفا، ص ۵۲۷

۸۔ فیض احمد فیض، نقشِ فریادی مشمولہ نسخہ ہائے وفا، ص ۹۴

۹۔ فیض احمد فیض، سرِ وادیِ سینا مشمولہ نسخہ ہائے وفا، ص ۴۲۷، ۴۲۸

نقشِ فریادی

غزلیات

حسن مرہونِ جوشِ بادۂ ناز
عشق مِنّت کشِ فسونِ نیاز

بحر: خفیف مسدس مخبون مقصور/ محذوف
وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعِلان/فعلن

~~~~~~

عشق مِنت کشِ قرار نہیں
حُسن مجبورِ انتظار نہیں

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف/مقصور
وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعِلن/ فعلان

~~~~~~

ہر حقیقت مجاز ہو جائے
کافروں کی نماز ہو جائے

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن/مقصور
وزن: فاعلاتن مفاعلن فعلن/ فعلان

~~~~~~
~~~~~~

ہمّتِ التجا نہیں باقی

ضبط کا حوصلہ نہیں باقی

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن/مقصور

وزن: فاعلاتن مفاعلن فعلن/فعلان

~~~~~~~~

وہ عہدِ غم کی کاہش ہائے بے حاصل کو کیا سمجھے

جو ان کی مختصر روداد بھی صبر آزما سمجھے

بحر: ہزج مثمن سالم

وزن: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

~~~~~~~~

چشمِ مے گوں ذرا اِدھر کر دے

دستِ قدرت کو بے اثر کر دے

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن/مقصور

وزن: فاعلاتن مفاعلن فعلن/فعلان

~~~~~~~~

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے

وہ جا رہا ہے کوئی شبِ غم گزار کے

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف/مقصور

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن/ فاعلان

~~~~~~~~

وفائے وعدہ نہیں ، وعدۂ دگر بھی نہیں

وہ مجھ سے روٹھے تو تھے، لیکن اس قدر بھی نہیں

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف/مقصور

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن/فَعِلان

~~~~~~~

رازِ اُلفت چھپا کے دیکھ لیا

دل بہت کچھ جلا کے دیکھ لیا

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف/محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعِلُن/فَعْلُن

~~~~~~~

کچھ دن سے انتظارِ سوالِ دگر میں ہے

وہ مضمحل حیا جو کسی کی نظر میں ہے

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف ومحذوف

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

~~~~~~~

پھر حریفِ بہار ہو بیٹھے

جانے کس کس کو آج رو بیٹھے

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن/محذوف

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعْلُن/فَعِلُن

~~~~~~~

پھر لوٹا ہے خورشیدِ جہاں تاب سفر سے

پھر نورِ سحر دست و گریباں ہے سحر سے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف ومحذوف

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~~
~~~~~~~

کئی بار اس کا دامن بھر دیا حُسنِ دو عالم سے
مگر دل ہے کہ اس کی خانہ ویرانی نہیں جاتی

بحر: ہزج مثمن سالم
وزن: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

~~~~~~

نصیب آزمانے کے دن آ رہے ہیں
قریب ان کے آنے کے دن آ رہے ہیں

بحر: متقارب مثمن سالم
وزن: فعولن فعولن فعولن فعولن

~~~~~~

قطعات و فردیات

رات یوں دل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی
جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آجائے
جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادِ نسیم
جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آجائے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف و مقصور
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن/فَعِلان

~~~~~~

دل رہینِ غمِ جہاں ہے آج
ہر نفس تشنۂ فغاں ہے آج
سخت ویراں ہے محفلِ ہستی
اے غمِ دوست! تُو کہاں ہے آج
~~~~~~

بحر: خفیف مسدس مخبون مقصور مسکّن / محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعْلان / فَعْلُن

~~~~~~

وقفِ حرمان و یاس رہتا ہے
دل ہے اکثر اداس رہتا ہے
تم تو غم دے کے بھول جاتے ہو
مجھ کو احساں کا پاس رہتا ہے

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعْلُن

~~~~~~

فضائے دل پہ اُداسی بکھرتی جاتی ہے
فسردگی ہے کہ جاں تک اترتی جاتی ہے
فریبِ زیست سے قدرت کا مُدّعا معلوم
یہ ہوش ہے کہ جوانی گزرتی جاتی ہے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن / مقصور مسکّن
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن / فَعْلان

~~~~~~

ادائے حُسن کی معصومیت کو کم کر دے
گناہ گار نظر کو حجاب آتا ہے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

~~~~~~

نظمیں

۔۔ خدا وہ وقت نہ لائے ۔۔

پہلا بند:

خدا وہ وقت نہ لائے کہ سوگوار ہو تو
سکوں کی نیند تجھے بھی حرام ہو جائے
تری مسرتِ پیہم تمام ہو جائے
تری حیات مجھے تلخ جام ہو جائے
غموں سے آئینۂ دل گداز ہو تیرا

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلن/ فَعْلُن

''انتہائے کار''

پہلا بند:

پندار کے خوگر کو
ناکام بھی دیکھو گے
آغاز سے واقف ہو
انجام بھی دیکھو گے

بحر: ہزج مربع اخرب
وزن: مفعول مفاعیلن

''انجام''

ہیں لبریز آہوں سے ٹھنڈی ہوائیں
اداسی میں ڈوبی ہوئی ہیں گھٹائیں

بحر: متقارب مثمن سالم

وزن: فعولن فعولن فعولن فعولن

~~~~~~~

"سرودِ شبانہ"

گم ہے اک کیف میں فضائے حیات

خامشی سجدۂ نیاز میں ہے

حسنِ معصوم خوابِ ناز میں ہے

بحر: خفیف مسدس مخبون مقصور و محذوف

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعِلان/ فَعِلُن

~~~~~~~

"آخری خط"

وہ وقت مری جان بہت دور نہیں ہے

جب درد سے رُک جائیں گی سب زیست کی راہیں

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف و محذوف

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~~

"حسینۂ خیال سے"

مجھے دے دے

رسیلے ہونٹ، معصومانہ پیشانی، حسیں آنکھیں

کہ میں اک بار پھر رنگینیوں میں غرق ہو جاؤں

بحر: ہزج مثمن سالم

وزن: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نوٹ: "مجھے دے دے"، نظم کی ابتدا میں مستزاد ٹکڑا ہے اور بروزن "مفاعیلن" ہی ہے۔
~~~~~~~

”مری جاں اب بھی اپنا حُسن واپس پھیر دے مجھ کو“

مری جاں اب بھی اپنا حُسن واپس پھیر دے مجھ کو
ابھی تک دل میں تیرے عشق کی قندیل روشن ہے

بحر: ہزج مثمن سالم
وزن: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

”بعد از وقت“

دل کو احساس سے دو چار نہ کر دینا تھا
سازِ خوابیدہ کو بیدار نہ کر دینا تھا

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

”سرودِ شبانہ“

نیم شب ، چاند ، خودفراموشی
محفلِ ہست و بُود ویراں ہے

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف/مقصور مسکّن
وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعْلُن/فَعْلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ”فَعِلُن“ یا ”فَعِلان“ ہے تب بحر کے مذکورہ ارکان مسکّن حالت میں نہ ہوں گے۔

"انتظار"

گزر رہے ہیں شب و روز تم نہیں آتی
ریاضِ زیست ہے آزردۂ بہار ابھی
مرے خیال کی دنیا ہے سوگوار ابھی

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن/ محذوف
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن/ فَعِلُن

~~~~~~~~

"تہِ نجوم"

تہِ نجوم ، کہیں چاندنی کے دامن میں
ہجومِ شوق سے اک دل ہے بے قرار ابھی

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعِلُن" یا "فَعِلان" ہے تب بحر کے مذکورہ ارکان "مسکّن" نہیں ہوں گے۔

~~~~~~~~

"حسن اور موت"

جو پھول سارے گلستاں میں سب سے اچھا ہو
فروغِ نور ہو جس سے فضائے رنگیں میں

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

~~~~~~~~
~~~~~~~~

"تین منظر"

(۱) تصوّر

شوخیاں مضطر نگاہِ دیدۂ سرشار میں
عشرتیں خوابیدہ رنگِ غازۂ رخسار میں

بحر: رمل مثمن محذوف
وزن: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

~~~~~~~~

(۲) "سامنا"

چھنتی ہوئی نظروں سے جذبات کی دنیائیں
بے خوابیاں ، افسانے ، مہتاب ، تمنّائیں

بحر: ہزج مثمن اخرب
وزن: مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

~~~~~~~~

(۳) "رخصت"

فسردہ رُخ ، لبوں پر اک نیاز آمیز خاموشی
تبسّم مضمحل تھا ، مرمریں ہاتھوں میں لرزش تھی

بحر: ہزج مثمن سالم
وزن: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

~~~~~~~~

"یاس"

بربطِ دل کے تار ٹوٹ گئے
ہیں زمیں بوس راحتوں کے محل
~~~~~~~~

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف/مقصور

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعِلُن/فَعِلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فعْلُن" یا "فعْلان" ہے تب بحر کے مذکورہ ارکان "مسکّن" کہلائیں گے۔

اس حوالے سے نظم کے حسبِ ذیل مصاریع ملاحظہ فرمائیں:

چھن گیا کیفِ کوثر و تسنیم

خفیف مسدس مخبون مقصور مسکّن

فاعلاتن مفاعلن فعْلان

~~~~~~~~

بے نیازِ دعا ہے ربِّ کریم

خفیف مسدس مخبون مقصور

فاعلاتن مفاعلن فَعِلان

~~~~~~~~

کاوشِ بے حصول رہنے دے

خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن

فاعلاتن مفاعلن فعْلُن

~~~~~~~~

"آج کی رات"

آج کی رات سازِ درد نہ چھیڑ

دُکھ سے بھرپور دن تمام ہوئے

اور کل کی خبر کسے معلوم؟

بحر: خفیف مسدس مخبون مقصور/محذوف

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعِلان/فَعِلُن
~~~~~~~~

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلان'' یا ''فَعْلُن'' ہے تب بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' کہلائیں گے۔ یعنی:

اور کل کی خبر کسے معلوم؟

خفیف مسدس مخبون مقصور مسکّن

(فاعلاتن مفاعلن فَعْلان)

~~~~~~

فکرِ فردا اُتار دے دل سے

خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن

(فاعلاتن مفاعلن فَعْلُن)

~~~~~~

''ایک رہگزر پر''

وہ جس کی دید میں لاکھوں مسرّتیں پنہاں

وہ حسن جس کی تمنّا میں جنّتیں پنہاں

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن/مقصور

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن/فَعِلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے تب بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہیں ہوگا۔

~~~~~~

''ایک منظر''

بام و در خامشی کے بوجھ سے چُور

آسمانوں سے جُوئے درد رواں

بحر: خفیف مسدس مخبون مقصور/محذوف

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعِلان/فَعِلُن
~~~~~~

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فعلُن" ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن "مسکّن" ہوگا مثلاً:

خواب گاہوں میں نیم تاریکی
مضمحل لے رباب ہستی کی

خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن
(فاعلاتن مفاعلن فعلُن)

~~~~~~

"میرے ندیم"

خیال و شعر کی دنیا میں جان تھی جن سے
فضائے فکر و عمل ارغوان تھی جن سے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن/مقصور
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن/فَعِلان
نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فعِلان" ہے۔ حسب ذیل ہیں:
ع وہ آرزوئیں کہاں سوگئی ہیں میرے ندیم

~~~~~~

ع وہ انتظار کی راتیں، طویل تیرہ و تار

نیز:

مچل رہا ہے رگِ زندگی میں خونِ بہار
اُلجھ رہے ہیں پرانے غموں سے روح کے تار
چلو کہ چل کے چراغاں کریں دیارِ حبیب
ہیں انتظار میں اگلی محبتوں کے مزار

اس طرح بحر کے مذکورہ مصاریع میں زحف "قصر" آئے گا۔ یعنی

بحر: ''مجتث مثمن مخبون مقصور''

(مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلان) ہو جائے گی۔

~~~~~~

''مجھ سے پہلی سی محبّت مری محبوب نہ مانگ''

مجھ سے پہلی سی محبّت مری محبوب نہ مانگ

میں نے سمجھا تھا کہ تُو ہے تو درخشاں ہے حیات

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور و محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان/فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلان'' یا ''فَعْلُن'' ہے تو اس حالت میں بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' کہلائیں گے۔

~~~~~~

''سوچ''

یہ نظم ہندی اوزان و بحور سے مخصوص ہے۔ البتہ بحرِ ''متقارب'' کے زحاف کے حوالے سے ممکنا اوزان کی جو حالتیں نکلتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

کیوں میرا دل شاد نہیں ہے

کیوں خاموش رہا کرتا ہوں

کو مے۔ رادل۔ شاد۔ نہی ہے

فعلن۔ فعلن۔ فعل۔ فعولن

کو خا۔ موش۔ رہا کر۔ تاہو

فعلن۔ فعل۔ فعولن۔ فعلن

مذکورہ بالا اوزان میں نظم کے جن مصاریع کی تقطیع ہوتی ہے وہ بالترتیب حسبِ ذیل ہیں:

بحرِ متقارب مثمن اثلم واثرم سالم الآخر
فعلن فعلن فعل فعولن

کیوں میرا دل شاد نہیں ہے
ہم سب کی جاگیر ہے پیاری
اپنا ہو یا اور کسی کا
رونا دھونا ، جی کو جلانا
چھوڑو میری رام کہانی
ہم نے مانا جنگ کڑی ہے
سر پھوٹیں گے ، خون بہے گا
دنیا کے غم یونہی رہیں گے

بحرِ متقارب مثمن اثلم واثرم سالم الحشو دوم
فعلن فعل فعولن فعلن

"کیوں خاموش رہا کرتا ہوں"

بحرِ متقارب مثمن اثلم
فعلن فعلن فعلن فعلن

میں جیسا بھی ہوں اچھا ہوں
میرا دل غمگیں ہے تو کیا
غمگیں یہ دنیا ہے ساری
تُو گر میری بھی ہو جائے
غم ہر حالت میں مہلک ہے

سپنوں کی تعبیریں سوچیں
بے فکرے دھن دولت والے
یہ آخر کیوں خوش رہتے ہیں
ان کا سکھ آپس میں بانٹیں
یہ بھی آخر ہم جیسے ہیں

~~~~~~~~

بحرِ متقارب مثمن اثرم سالم الآخر
فعل فعولن فعلن فعولن

"پاپ کے پھندے، ظلم کے بندھن
اپنے کہے سے کٹ نہ سکیں گے
یوں بھی ہمارا، یوں بھی ہمارا
ہم نہ رہیں، غم بھی نہ رہے گا"

~~~~~~~~

بحرِ متقارب مثمن اثرم اثلم الآخر
فعل فعولن فعلن فعلن

"کیوں نہ جہاں کا غم اپنا لیں
بعد میں سب تدبیریں سوچیں
بعد میں سکھ کے سپنے دیکھیں
خون میں غم بھی بہ جائیں گے"

اس اعتبار سے یہ نظم مذکورہ بالا اوزان کا باہمی اختلاط رکھتی ہے اور اوزان کا یہ باہمی اختلاط علم عروض کی بعض بحور میں روا ہے۔

میر تقی میر کی مثنوی "جوشِ عشق" انھی اوزان کے باہمی اختلاط سے عبارت ہے۔

''رقیب سے''

آ کہ وابستہ ہیں اُس حسن کی یادیں تجھ سے
جس نے اس دل کو پری خانہ بنا رکھا تھا

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن/مقصور
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فعْلن/فعلان
نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلان'' ہے تب بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' نہ ہوں گے۔

''تنہائی''

پھر کوئی آیا دلِ زار! نہیں کوئی نہیں
راہرو ہو گا کہیں اور چلا جائے گا

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف/مقصور
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن/فَعِلان
نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعْلُن'' یا ''فعْلان'' ہے۔ اس حالت میں بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' ہوں گے۔

''چند روز اور مری جان!''

چند روز اور مری جان! فقط چند ہی روز
ظلم کی چھاؤں میں دم لینے پہ مجبور ہیں ہم

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور/محذوف
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان/فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فعِلان" یا "فعِلُن" ہے، تب بحر کے مذکورہ ارکان "مسکّن" کہلائیں گے۔

"مرگِ سوزِ محبت"

آؤ کہ مرگِ سوزِ محبت منائیں ہم
آؤ کہ حسنِ ماہ سے دل کو جلائیں ہم

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف ومحذوف/مقصور
وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن/ فاعلان

"کتے"

یہ گلیوں کے آوارہ بے کار کتے
کہ بخشا گیا جن کو ذوقِ گدائی

بحر: متقارب مثمن سالم
وزن: فعولن فعولن فعولن فعولن

"بول۔۔۔"

بول ، کہ لب آزاد ہیں تیرے
بول ، زباں اب تک تیری ہے

یہ نظم ہندی اوزان وبحور سے مخصوص ہے۔البتہ بحر "متقارب" کے زحاف کے حوالے سے جو ممکنا اوزان کی حالتیں نکلتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

تقطیع: بول۔کِلَب آ۔زاد۔ہِتیرے
فعْل۔فعولن۔فعْل۔فعولن

بول ۔ زباں اب ۔ تک تے ۔ ری ہے
فعل ۔ فعولن ۔ فَعْلُن ۔ فَعْلُن

~~~~~~

اس طرح اس نظم کے مصاریع بحرِ متقارب کے جن اوزان میں تقطیع ہوتے ہیں
وہ بالترتیب حسب ذیل ہیں:
متقارب مثمن اثرم سالم الآخر
فعل فعولن فعل فعولن

"بول کہ لب آزاد ہیں تیرے
دیکھ کہ آہن گر کی دکاں میں
تند ہیں شعلے ، سرخ ہے آہن
کھلنے لگے قفلوں کے دہانے
پھیلا ہر اک زنجیر کا دامن
بول یہ تھوڑا وقت بہت ہے
جسم و زباں کی موت سے پہلے"

~~~~~~

متقارب مثمن اثرم اثلم الآخر
فعل فعولن فَعْلُن فَعْلُن

بول ، زباں اب تک تیری ہے
بول کہ جاں اب تک تیری ہے
بول کہ سچ زندہ ہے اب تک
بول جو کچھ کہنا ہے کہ لے!

~~~~~~
~~~~~~

متقارب مثمن اثلم واثرم سالم الآخر

فعْلن فعْلن فعِل فعولن

''تیرا ستواں جسم ہے تیرا''

اس لحاظ سے یہ نظم مذکورہ بالا اوزانِ بحر کا باہمی اختلاط رکھتی ہے اور اوزان کا باہمی اختلاط علم عروض کی بعض بحور میں روا ہے۔

میر تقی میر کی مثنوی ''جوشِ عشق'' انھی اوزان کے باہمی اختلاط سے عبارت ہے۔

''اقبال''

آیا ہمارے دیس میں اک خوش نوا فقیر
آیا اور اپنی دھن میں غزل خواں گزر گیا

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف ومحذوف/ مقصور

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن/ فاعلان

''موضوعِ سخن''

گُل ہوئی جاتی ہے افسردہ سُلگتی ہوئی شام
ڈھل کے نکلے گی ابھی چشمۂ مہتاب سے رات

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور/ محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان/ فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعْلُن'' یا ''فعلان'' ہے تب بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' کہلائیں گے۔

''ہم لوگ''

دل کے ایواں میں لیے گُل شدہ شمعوں کی قطار
نورِ خورشید سے سہمے ہوئے اکتائے ہوئے

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور/ محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان/ فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلان'' یا ''فَعْلُن'' ہو تو ایسے میں بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' کہلائیں گے۔
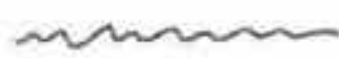
~~~~~~

''شاہراہ''

ایک افسردہ شاہرہ ہے دراز
دُور اُفق پر نظر جمائے ہوئے

بحر: خفیف مسدس مخبون مقصور/ محذوف

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعِلان/ فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلُن'' ہو تو ایسے میں بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' کہلائیں گے۔

~~~~~~

دستِ صبا

غزلیات

کبھی کبھی یاد میں اُبھرتے ہیں نقشِ ماضی مٹے مٹے سے
وہ آزمائش دل ونظر کی، وہ قربتیں سی، وہ فاصلے سے

بحر: جمیل مثمن سالم

وزن: مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن

نوٹ: مذکورہ بالا بحر کو "بحرِ بلا اسمی" بھی کہتے ہیں۔ مولوی نجم الغنی رامپوری لکھتے ہیں:

"واضع نے اس کا کوئی نام نہیں رکھا۔ اسی لیے ہم نے "بحرِ بلا اسمی" لکھا ہے۔ یہ بحر، رجز یا بحرِ کامل سے حاصل کی جاسکتی ہے۔"[1]

تم آئے ہو، نہ شبِ انتظار گزری ہے
تلاش میں ہے سحر، بار بار گزری ہے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

۱۔ نجم الغنی، مولوی، بحر الفصاحت (حصہ دوم: علمِ عروض)، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۲۰۰۱ء، ص ۳۰۷

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہو تو ایسے میں بحر کا
مذکورہ رکن ''مسبّغ'' نہیں کہلائے گا۔

اس غزل کا مصرع کہ

ع وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا

یہ ایسا مصرع ہے جس کا اختتام ''فَعِلُن'' پہ ہوتا ہے۔

~~~~~~~~

تمھاری یاد کے جب زخم بھرنے لگتے ہیں
کسی بہانے تمھیں یاد کرنے لگتے ہیں

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسبّغ

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے۔ اس حالت میں بحر کا
مذکورہ رکن ''مسبّغ'' نہیں کہلائے گا۔ مصاریع حسبِ ذیل ہیں:

ع صبا سے کرتے ہیں غربت نصیب ذکرِ وطن

~~~~~~~~

ع وہ جب بھی کرتے ہیں اس نطق ولب کی بخیہ گری

مذکورہ بالا مصاریع کی تقطیع حسبِ ذیل بحر کے مزاحف ارکان میں ہوگی۔

مجتث مثمن مخبون محذوف

مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن

~~~~~~~~

عجزِ اہلِ ستم کی بات کرو
عشق کے دم قدم کی بات کرو
~~~~~~~~

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعِلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعلُن'' ہے ایسے میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' کہلائے گا۔ مصاریع حسبِ ذیل ہیں:

بزمِ اہلِ طرب کو شرماؤ

بزمِ ثروت کے خوش نشینوں سے

ہے وہی بات یوں بھی اور یوں بھی

خیر ، ہیں اہلِ دیر جیسے ہیں

ہجر کی شب تو کٹ ہی جائے گی

جان جائیں گے جاننے والے

غزل کے ''مطلع'' کے سوا باقی تمام اشعار کے پہلے مصاریع کی تقطیع ''خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن (فاعلاتن مفاعلن فعْلُن)'' میں ہو رہی ہے۔

''نذرِ سودا''

فکرِ دلداریِ گلزار کروں یا نہ کروں

ذکرِ مرغانِ گرفتار کروں یا نہ کروں

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعْلُن'' ہے ایسے میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' کہلائے گا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلان'' ہے ایسے میں بحر کا یہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔ تمام غزل میں کوئی بھی مصرع ایسا نہیں ہے جو ''مقصور مسکّن'' حالت میں ہو۔ مصاریع بالترتیب حسب ذیل ہیں:

رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

ع جانے کیا وضع ہے اب رسمِ وفا کی اے دل

اور

رمل مثمن مخبون مقصور

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان

ع گویا اس سوچ میں ہے دل میں لہو بھر کے گلاب

گرانیِ شبِ ہجراں دو چند کیا کرتے

علاجِ درد ترے درد مند کیا کرتے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

نوٹ: غزل کا ایک مصرع کہ

ع گلوئے عشق کو دار و رسن پہنچ نہ سکے

مجتث مثمن مخبون محذوف (مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن) میں تقطیع ہو گا۔ ''نہ سکے'' بروزن ''فَعِلُن'' ہے۔ ایسے میں مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہیں ہے۔

وہیں ہے دل کے قرائن تمام کہتے ہیں

وہ اک خلش کہ جسے تیرا نام کہتے ہیں

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

نوٹ: غزل کے بعض مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلان'' ہے ایسے میں بحر کا

مذکورہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔

مصاریع حسب ذیل ہیں:

مجتث مثمن مخبون مقصور

مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلان

ع پیو کہ مفت لگا دی ہے خونِ دل کی کشید

ع کہو تو ہم بھی چلیں فیضؔ، اب نہیں سرِ دار

دل میں اب یوں ترے بھولے ہوئے غم آتے ہیں
جیسے بچھڑے ہوئے کعبے میں صنم آتے ہیں

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعلُن'' ہے۔ ایسے میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہیں کہلائے گا۔ مصاریع حسب ذیل ہیں:

ع رقصِ مے تیز کرو، ساز کی لے تیز کرو

ع اور کچھ دیر نہ گزرے شبِ فرقت سے کہو

علاوہ ازیں غزل کا ایک مصرع کہ:

ع کچھ ہمیں کو نہیں احسان اٹھانے کا دماغ

بحر کی حسب ذیل مزاحف صورت میں تقطیع ہوگا:

رمل مثمن مخبون مقصور

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان

رنگ پیراہن کا، خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسمِ گُل ہے تمھارے بام پر آنے کا نام

بحر: رمل مثمن مقصور

وزن: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان

نوٹ: غزل کے بعض مصاریع بحر "رمل" کے زحف "حذف" کے ساتھ "محذوف" صورت میں ہیں۔ یعنی:

رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ع پھر نظر میں پھول مہکے، دل میں پھر شمعیں جلیں
ع اب کسی لیلیٰ کو بھی اقرارِ محبوبی نہیں
ع محتسب کی خیر، اونچا ہے اسی کے فیض سے
ع ہم سے کہتے ہیں چمن والے، غریبانِ چمن
ع فیضؔ ان کو ہے تقاضائے وفا ہم سے جنھیں

اب وہی حرفِ جنوں سب کی زباں ٹھہری ہے
جو بھی چل نکلی ہے وہ بات کہاں ٹھہری ہے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعِلن" یا "فَعِلان" ہے۔ ایسے میں بحر کے مذکورہ ارکان "مسکّن" نہ ہوں گے۔ اس حوالے سے بحر کی مزاحف صورتیں مصاریع کے ساتھ حسب ذیل ہیں:

رمل مثمن مخبون محذوف

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن

ع ہے وہی عارضِ لیلیٰ، وہی شیریں کا دہن

رمل مثمن مخبون مقصور

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان

ع آج تک شیخ کے اکرام میں جو شے تھی حرام

ع بکھری اک بار تو ہاتھ آتی ہے کب موجِ شمیم

ع آتے آتے یونہی دم بھر کو رکی ہوگی بہار

رمل مثمن مخبون مقصور مسکّن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلان

ع ہم نے جو طرزِ فغاں کی ہے قفس میں ایجاد

~~~~~~~~

(نذرِ غالب)

کسی گماں پہ توقع زیادہ رکھتے ہیں

پھر آج کوئے بتاں کا ارادہ رکھتے ہیں

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے۔ ایسے میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا۔

مصاریع حسبِ ذیل ہیں:

ع بہار آئے گی جب آئے گی، یہ شرط نہیں

ع نہیں شراب سے رنگیں تو غرقِ خوں ہیں کہ ہم

ع غمِ جہاں ہو، غمِ یار ہو کہ تیرِ ستم

ع جوابِ واعظِ چابک زباں میں فیضؔ ہمیں

~~~~~~~~

آئے کچھ ابر ، کچھ شراب آئے

اس کے بعد آئے جو عذاب آئے

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن مفاعلن فعْلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' یا ''فَعِلان'' ہے۔ ایسے میں بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' نہیں ہوں گے۔

تیری صورت جو دل نشیں کی ہے

آشنا شکل ہر حسیں کی ہے

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعْلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' یا ''فَعِلان'' ہے۔ ایسے میں بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' نہیں ہوں گے۔ غزل کے ان مصاریع کے ساتھ بحر کی مزاحف صورتیں درج ذیل ہیں۔

خفیف مسدس مخبون محذوف

فاعلاتن مفاعلن فَعِلُن

ع اشک تو کچھ بھی رنگ لا نہ سکے

اور

خفیف مسدس مخبون مقصور

فاعلاتن مفاعلن فَعِلان

ع ذکرِ دوزخ، بیانِ حور و قصور

ع کیسے مانیں حرم کے سہل پسند

یادِ غزال چشماں ، ذکرِ سمن عذاراں
جب چاہا کر لیا ہے کنجِ قفس بہاراں

بحر: مضارع مثمن اخرب

وزن: مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

قرضِ نگاہِ یار ادا کر چکے ہیں ہم
سب کچھ نثارِ راہِ وفا کر چکے ہیں ہم

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف ومحذوف/مقصور

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن/ فاعلان

نوٹ: تمام غزل میں صرف ایک ایسا مصرع ہے جس کے آخری الفاظ بروزن ''فاعلان'' ہیں۔ اس اعتبار سے اس مصرعے کی تقطیع حسب ذیل بحر کی مزاحف صورت میں ہوگی:

مضارع مثمن اخرب مکفوف ومقصور

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان

ع ان کی نظر میں، کیا کریں، پھیکا ہے اب بھی رنگ

قطعات

متاعِ لوح و قلم چھن گئی تو کیا غم ہے
کہ خونِ دل میں ڈبو لی ہیں انگلیاں میں نے
زباں پہ مُہر لگی ہے تو کیا کہ رکھ دی ہے
ہر ایک حلقۂ زنجیر میں زباں میں نے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فعْلُن

~~~~~~~~

نہ پوچھ جب سے ترا انتظار کتنا ہے

کہ جن دنوں سے مجھے تیرا انتظار نہیں

ترا ہی عکس ہے اُن اجنبی بہاروں میں

جو تیرے لب، ترے بازو، ترا کنار نہیں

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن / محذوف

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن / فَعِلُن

~~~~~~~~

صبا کے ہاتھ میں نرمی ہے ان کے ہاتھوں کی

ٹھہر ٹھہر کے یہ ہوتا ہے آج دل کو گُماں

وہ ہاتھ ڈھونڈ رہے ہیں بساطِ محفل میں

کہ دل کے داغ کہاں ہیں نشستِ درد کہاں

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن / محذوف

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن / فَعِلُن

~~~~~~~~

"دامنِ یوسف"

جاں بیچنے کو آئے تو بے دام بیچ دی

اے اہلِ مصر! وضعِ تکلّف تو دیکھیے

انصاف ہے کہ حکمِ عقوبت سے پیشتر

اک بار سُوئے دامنِ یوسف تو دیکھیے
~~~~~~~~

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف ومحذوف
وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

~~~~~~

پھر حشر کے ساماں ہوئے ایوانِ ہوس میں
بیٹھے ہیں ذوی العدل، گنہگار کھڑے ہیں
ہاں جرمِ وفا دیکھیے کس کس پہ ہو ثابت
وہ سارے خطا کار سرِدار کھڑے ہیں

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف ومحذوف
وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~

ترا جمال نگاہوں میں لے کے اٹھا ہوں
نکھر گئی ہے فضا تیرے پیرہن کی سی
نسیم تیرے شبستاں سے ہو کے آئی ہے
مری سحر میں مہک ہے ترے بدن کی سی

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

~~~~~~

ہمارے دم سے ہے کوئے جنوں میں اب بھی خجل
عبائے شیخ و قبائے امیر و تاجِ شہی
ہمیں سے سنتِ منصور و قیس زندہ ہے
ہمیں سے باقی ہے گُل دامنی و کج کلہی

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن/ فَعْلُن
~~~~~~

مے خانے کی رونق ہیں، کبھی خانقہوں کی
اپنا لی ہوس والوں نے جو رسم چلی ہے
دل داریِ واعظ کو ہمیں باقی ہیں ورنہ
اب شہر میں ہر رندِ خرابات ولی ہے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف ومحذوف
وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

نظمیں

''اے دلِ بے تاب ٹھہر!''

تیرگی ہے کہ اُمنڈتی ہی چلی آتی ہے
شب کی رگ رگ سے لہو پھوٹ رہا ہو جیسے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن
نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' یا ''فَعِلان'' ہے اس حالت میں بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' نہیں ہوں گے۔

''سیاسی لیڈر کے نام''

سالہا سال یہ بے آسرا جکڑے ہوئے ہاتھ
رات کے سخت و سیہ سینے میں پیوست رہے

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور ومحذوف
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان/فَعِلُن
نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلان'' یا ''فَعْلُن'' ہے۔ اس

حالت میں بحر کے مذکورہ ارکان بالترتیب ''مقصور مسکّن'' اور ''محذوف مسکّن'' کہلائیں گے۔

~~~~~~

''مرے ہمدم، مرے دوست''

گر مجھے اس کا یقیں ہو مرے ہمدم، مرے دوست
گر مجھے اس کا یقیں ہو کہ ترے دل کی تھکن۔۔۔

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور و محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان/فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلان'' یا ''فَعْلُن'' ہے۔ اس حالت میں بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' کہلائیں گے۔ تاہم تمام نظم میں کوئی مصرع ایسا نہیں ہے جس کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلان'' یعنی ''مقصور مسکّن'' ہو البتہ نظم کے بہت سے مصرعے ایسے ہیں جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلُن'' یعنی ''محذوف مسکّن'' ہے۔ چند حسب ذیل ہیں:

رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

ع — میری دل جوئی، مرے پیار سے مٹ جائے گی

ع — گر مرا حرفِ تسلّی وہ دوا ہو جس سے

ع — تیری بیمار جوانی کو شفا ہو جائے

ع — میں تجھے گیت سناتا رہوں ہلکے، شیریں

~~~~~~

''صبحِ آزادی: اگست ۱۹۴۷ء''

یہ داغ داغ اُجالا، یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا، یہ وہ سحر تو نہیں

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلُن'' ہے۔ اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' کہلائے گا۔ اسی طرح وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلان'' ہے تو ایسے میں بحر کا یہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔

~~~~~~

''لوح و قلم''

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گزرتی ہے، رقم کرتے رہیں گے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف ومحذوف

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~

''شورشِ بربط و نے''

یہ تمام نظم ہندی اوزان سے مخصوص ہے۔ اس نظم کے تمام مصاریع ہندی عروض (پنگل) کے اوزان میں کہے گئے ہیں۔ البتہ اس نظم کے مصاریع کی تقطیع بحر متدارک کے مضاعف اوزان میں بھی ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں اوزان کا جو باہمی اختلاط ہو گا وہ زحاف کی بنا پر ہو گا۔

(پہلی آواز)

اب سعی کا امکاں اور نہیں پرواز کا مضموں ہو بھی چکا
تاروں پہ کمندیں پھینک چکے، مہتاب پہ شب خوں ہو بھی چکا

بحر: زمزمہ/ متدارک مثمن مقطوع ومخبون مضاعف

وزن: فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن

نوٹ: نظم کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک وساکن ارکان کی حالتیں بھی بدلتی

رہیں گی۔ لیکن تمام نظم کی تقطیع اسی بحر کے انھی مضاعف و مزاحف ارکان سے ہو گی۔

~~~~~~~~

''طوق و دار کا موسم''

روش روش ہے وہی انتظار کا موسم
نہیں ہے کوئی بھی موسم، بہار کا موسم

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

نوٹ: تمام نظم میں صرف دو مصرعے ایسے ہیں جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے۔ اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہیں ہو گا۔ یعنی

مجتث مثمن مخبون محذوف
مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن

ع قفس ہے بس میں تمہارے، تمہارے بس میں نہیں
ع صبا کی مست خرامی تہِ کمند نہیں

~~~~~~~~

''سرِ مقتل: قوالی''

کہاں ہے منزلِ راہِ تمنا ہم بھی دیکھیں گے
یہ شب ہم پر بھی گزرے گی، یہ فردا ہم بھی دیکھیں گے
ٹھہرائے دِل، جمالِ روئے زیبا ہم بھی دیکھیں گے
ذرا صیقل تو ہو لے تشنگی بادہ گساروں کی

بحر: ہزج مثمن سالم
وزن: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

~~~~~~~~
~~~~~~~~

"........تمہارے حُسن کے نام"

سلام لکھتا ہے شاعر تمہارے حُسن کے نام
بکھر گیا جو کبھی رنگِ پیرہن سرِ بام
نکھر گئی ہے کبھی صبح ، دوپہر ، کبھی شام
کہیں جو قامتِ زیبا پہ سج گئی ہے قبا
چمن میں سرو و صنوبر سنور گئے ہیں تمام

بحر: مجتث مثمن مخبون مقصور و محذوف

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلان/فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فعْلان" یا "فعْلُن" ہے۔ اس حالت میں بحر کے مذکورہ ارکان "مسکّن" کہلائیں گے۔ مصاریع حسبِ ذیل ہیں:

مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن

مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فعْلُن

ع بنی بساطِ غزل جب ڈبو لیے دل نے

ع تمہارے ہاتھ پہ ہے تابشِ حنا جب تک

مجتث مثمن مخبون مقصور مسکّن

مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فعْلان

ع اگرچہ تنگ ہیں اوقات، سخت ہیں آلام

ع تمہاری یاد سے شیریں ہے تلخیِ ایام

~~~~~~

"ترانہ"

دربارِ وطن میں جب اک دن سب جانے والے جائیں گے
کچھ اپنی سزا کو پہنچیں گے، کچھ اپنی جزا لے جائیں گے
~~~~~~

بحر: زمزمہ/ متدارک مثمن مقطوع و مخبون مضاعف

وزن: فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

نوٹ: نظم کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک و ساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔ لیکن تمام نظم کی تقطیع اسی بحر کے انھی مضاعف و مزاحف ارکان سے ہوگی۔

~~~~~~~~

"دو عشق"

(۱) تازہ ہیں ابھی یاد میں اے ساقیِ گلفام

وہ عکسِ رُخِ یار سے لہکے ہوئے ایام

~~~~~~~~

(۲) چاہا ہے اسی رنگ میں لیلائے وطن کو

تڑپا ہے اسی طور سے دل اس کی لگن میں

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور و محذوف

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولان/ فعولن

~~~~~~~~

"نوحہ"

مجھ کو شکوہ ہے مرے بھائی کہ تم جاتے ہوئے

لے گئے ساتھ مری عمرِ گزشتہ کی کتاب

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف و مقصور

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن/ فَعِلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعْلُن" ہے۔ اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن "مسکّن" کہلائے گا۔ یعنی

رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن
~~~~~~~~

ع اِس میں تو میری بہت قیمتی تصویریں تھیں

ع اِس کے بدلے مجھے تم دے گئے جاتے جاتے

ع کیا کروں بھائی، یہ اعزاز میں کیونکر پہنوں

”ایرانی طلبہ کے نام“

یہ کون تخی ہیں

جن کے لہو کی

اشرفیاں، چھن چھن، چھن چھن

تقطیع:

یہ کو۔ نسخی۔ ہے۔ جن۔ کِلَہو۔ کی اُش

فَعْلُن ۔ فَعِلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعِلُن ۔ فَعْلُن

رَفیا۔ چن چن۔ چن چن

فَعِلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعْلُن

بحر: زمزمہ/ متدارک مثمن مقطوع ومخبون مضاعف

وزن: فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعْلُن

نوٹ: نظم کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک وساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔

”اگست ۱۹۵۲ء“

روشن کہیں بہار کے امکاں ہوئے تو ہیں

گلشن میں چاک چند گریباں ہوئے تو ہیں

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ومقصور

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن/ فاعلان

''نثار میں تری گلیوں کے۔۔۔۔''

نثار میں تری گلیوں کے اے وطن کے جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف و مقصور
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن/فَعِلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلُن'' یا ''فَعْلان'' ہے۔ ایسی حالت میں بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' کہلائیں گے۔

~~~~~~

''شیشوں کا مسیحا کوئی نہیں''

موتی ہو کہ شیشہ، جام کہ دُر
جو ٹوٹ گیا، سو ٹوٹ گیا
کب اشکوں سے جُڑ سکتا ہے
جو ٹوٹ گیا، سو ٹوٹ گیا
تم ناحق ٹکڑے چُن چُن کر
دامن میں چھپائے بیٹھے ہو
شیشوں کا مسیحا کوئی نہیں

بحر: زمزمہ/متدارک مربع مقطوع و مخبون مضاعف
وزن: فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن

نوٹ: نظم کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک و ساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔ مثلاً

ع کب اشکوں سے جڑ سکتا ہے
فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن
~~~~~~

ع تم ناحق ٹکڑے چن چن کر
فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن

~~~~~~~

''زنداں کی ایک شام''

شام کے پیچ و خم ستاروں سے
زینہ زینہ اُتر رہی ہے رات

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف و مقصور مسکّن

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعْلُن/فَعْلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' یا ''فَعِلان'' ہے۔ ایسی حالت میں بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' نہ ہوں گے۔

~~~~~~~

''زنداں کی ایک صبح''

رات باقی تھی ابھی جب سرِ بالیں آکر
چاند نے مجھ سے کہا۔۔۔'' جاگ سحر آئی ہے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے۔ ایسی حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا۔ اسی طرح نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلان'' ہے۔ ایسی حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔

~~~~~~~
~~~~~~~

"یاد"

دشتِ تنہائی میں، اے جانِ جہاں، لرزاں ہیں
تیری آواز کے سائے، ترے ہونٹوں کے سراب

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن/مقصور

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن/فَعِلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعِلُن" ہے ایسی حالت میں بحر کا مذکورہ رکن "مسکّن" نہ ہوگا۔

زنداں نامہ

غزلیات

شیخ صاحب سے رسم و راہ نہ کی
شکر ہے زندگی تباہ نہ کی

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف و مقصور

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعِلُن/ فَعِلان

~~~~~~~

سب قتل ہو کے تیرے مقابل سے آئے ہیں
ہم لوگ سرخرو ہیں کہ منزل سے آئے ہیں

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف و مقصور

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن/ فاعلان

~~~~~~~

ستم کی رسمیں بہت تھیں لیکن، نہ تھی تری انجمن سے پہلے
سزا، خطائے نظر سے پہلے، عتاب جرمِ سخن سے پہلے

بحر: جمیل مثمن سالم

وزن: مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن

~~~~~~~
~~~~~~~

شامِ فراق اب نہ پوچھ، آئی اور آ کے ٹل گئی
دل تھا کہ پھر بہل گیا، جاں تھی کہ پھر سنبھل گئی

بحر: رجز مثمن مطوی مخبون
وزن: مُفتَعِلُن مفاعلن مُفتَعِلُن مفاعلن
نوٹ: پہلے مصرعے کی تقطیع حسبِ ذیل وزن کے مطابق ہوں گی۔

شام فرا-----قاَب نَپُوچ
مُفتَعِلُن-----مفاعلان

آیُو رَا-----کِٹَل گئی
مُفتَعِلُن-----مفاعلن

اس اعتبار سے پہلے مصرے کا وزن درج ذیل ہے:
مُفتَعِلُن مفاعلان مُفتَعِلُن مفاعلن

رہِ خزاں میں تلاشِ بہار کرتے رہے
شبِ سیہ سے طلب حسنِ یار کرتے رہے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن
نوٹ: غزل کے وہ مصاریع کا آخری لفظ بروزن "فعْلُن" ہے۔ایسی حالت میں بحر کا مذکورہ رکن "مسکّن" کہلائے گا۔

بات بس سے نکل چلی ہے
دل کی حالت سنبھل چلی ہے

بحر: خفیف مسدس مخبون مجحوف
وزن: فاعلاتن مفاعلن فع

شاخ پر خونِ گُل رواں ہے وہی
شوخیِ رنگ گلستاں ہے وہی

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف
وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعِلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعْلُن'' ہے۔ایسی حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' ہوگا۔

کب یاد میں تیرا ساتھ نہیں، کب ہات میں تیرا ہات نہیں
صد شکر کہ اپنی راتوں میں، اب ہجر کی کوئی رات نہیں

بحر: زمزمہ/ متدارک مثمن مقطوع و مخبون مضاعف
وزن: فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن

نوٹ: غزل کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک و ساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔

ہم پر تمہاری چاہ کا الزام ہی تو ہے
دشنام تو نہیں ہے یہ اکرام ہی تو ہے

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف
وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

گلوں میں رنگ بھرے بادِ نَو بہار چلے
چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعْلُن" ہے تو ایسی حالت میں بحر کا مذکورہ رکن "محذوف مسکّن" کہلائے گا اور غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعْلَان" ہے تو ایسی صورت میں بحر کا مذکورہ رکن "مقصور مسکّن" کہلائے گا۔

کچھ محتسبوں کی خلوت میں، کچھ واعظ کے گھر جاتی ہے
ہم بادہ کشوں کے حصّے کی، اب جام میں کم تر جاتی ہے

بحر: زمزمہ/ متدارک مثمن مقطوع ومخبون مضاعف
وزن: فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

نوٹ: غزل کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک وساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی یعنی کہیں "فَعْلُن"، تو کہیں "فَعِلُن" آئے گا۔

گرمیِ شوقِ نظارہ کا اثر تو دیکھو
گُل کھِلے جاتے ہیں وہ سایۂ دَر تو دیکھو

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: تمام غزل میں صرف ایک مصرع ایسا ہے جس کا آخری لفظ بروزن "فَعِلُن" ہے۔
لہٰذا مصرع اور اس کا وزن حسبِ ذیل ہے:

رمل مثمن مخبون محذوف
فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن

ع صبح کی طرح جھمکتا ہے شبِ غم کا اُفق

یوں بہار آئی ہے اس بار کہ جیسے قاصد
کوچۂ یار سے بے نیلِ مرام آتا ہے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: تمام غزل میں صرف ایک مصرع ایسا ہے جس کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' یعنی عین متحرک کے ساتھ ہے۔ لہذا مصرع اور اُس کا وزن حسب ذیل ہے:

رمل مثمن مخبون محذوف

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن

ع اب بھی اعلانِ سحر کرتا ہوا مست کوئی

~~~

تری اُمید، ترا انتظار جب سے ہے

نہ شب کو دن سے شکایت، نہ دن کو شب سے ہے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے۔ ایسی حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا۔

~~~

قطعات

نہ آج لطف کر اتنا کہ کل گزر نہ سکے

وہ رات جو کہ ترے گیسوؤں کی رات نہیں

یہ آرزو بھی بڑی چیز ہے مگر ہمدم

وصالِ یار فقط آرزو کی بات نہیں

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن/ فَعْلُن

~~~
~~~

فکرِ سود و زیاں تو چھوٹے گی
منّتِ این و آں تو چھوٹے گی
خیر، دوزخ میں مَے ملے نہ ملے
شیخ صاحب سے جاں تو چھوٹے گی

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن / محذوف
وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعْلُن / فَعِلُن

~~~~~~~~

تمام شب دلِ وحشی تلاش کرتا ہے
ہر اک صدا میں ترے حرفِ لطف کا آہنگ
ہر ایک صبح ملاتی ہے بار بار نظر
ترے دہن سے ہر اک لالہ و گلاب کا رنگ

نوٹ: اس قطعے میں بحرِ مجتث کے زحاف ''فَعْلُن (محذوف مسکّن)'' اور ''فَعِلُن'' (محذوف)'' کے علاوہ ''فَعْلَان (مقصور مسکّن) نیز ''فَعِلَان (مقصور)'' چاروں مصاریع کے آخر پر آئے ہیں۔ لہٰذا اس اعتبار سے مصاریع کا وزن حسبِ ذیل ہے:

مجتث مثمن مخبون محذوف و مقصور مسکّن
مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن / فَعْلَان

تمام شب دلِ وحشی تلاش کرتا ہے
ہر اک صدا میں ترے حرفِ لطف کا آہنگ

اور

مجتث مثمن مخبون محذوف و مقصور
مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن / فَعِلَان

ہر ایک صبح ملاتی ہے بار بار نظر
ترے دہن سے ہر اک لالہ و گلاب کا رنگ
~~~~~~~~

تمہارے حُسن سے رہتی ہے ہم کنار نظر

تمہاری یاد سے دل ہم کلام رہتا ہے

رہی فراغتِ ہجراں تو ہو رہے گا طے

تمہاری چاہ کا جو جو مقام رہتا ہے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن/ فَعْلُن

کھلے جو ایک دریچے میں آج حُسن کے پھول

تو صبح جُھوم کے گلزار ہو گئی یکسر

جہاں کہیں بھی گرا نور ان نگاہوں سے

ہر ایک چیز طرح دار ہو گئی یکسر

بحر: مجتث مثمن مخبون مقصور/ محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلان/ فَعْلُن

صبح کی آج جو رنگت ہے وہ پہلے تو نہ تھی

کیا خبر آج خراماں سرِ گلزار ہے کون

شام گلنار ہوئی جاتی ہے دیکھو تو سہی

یہ جو نکلا ہے لیے مشعلِ رخسار ہے کون

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف و مقصور

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن/ فَعِلان

نوٹ: یہ قطعہ دراصل چار اشعار کو محیط ہے اس میں دو مصرعے ایسے ہیں جن کا آخری لفظ
بروزن ''فَعْلُن (محذوف مسکّن)'' ہے۔ یعنی

رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فعْلُن

رات مہکی ہوئی آئی ہے کہیں سے پوچھو

پھر درِ دل پہ کوئی دینے لگا ہے دستک

~~~~~~~~

رات ڈھلنے لگی ہے سینوں میں

آگ سلگاؤ آبگینوں میں

دلِ عشاق کی خبر لینا

پھول کھلتے ہیں ان مہینوں میں

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن مفاعلن فعْلُن

نوٹ: قطعے کے تیسرے مصرعے میں ''دلِ عشا'' بروزن ''فَعِلاتن'' آرہا ہے جوکہ جائز اور روا ہے۔ اس حوالے سے مرزا غالبؔ کا حسب ذیل مصرع ملاحظہ ہو:

ع دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے

~~~~~~~~

نظمیں

''حبیب عنبر دست''

کسی کے دستِ عنایت نے کُنجِ زنداں میں

کیا ہے آج عجب دل نواز بندوبست

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف و مقصور مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فعْلُن/فَعْلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' یا ''فَعِلان'' ہے۔ ایسی

صورت میں بحر کے مذکورہ ارکان ''مسکّن'' نہ ہوں گے۔

''ملاقات''

یہ رات اُس درد کا شجر ہے
جو مجھ سے، تجھ سے عظیم تر ہے

بحر: جمیل مربع سالم

وزن: مفاعلاتن مفاعلاتن

''واسوخت''

سچ ہے ہمیں کو آپ کے شکوے بجا نہ تھے
بے شک ستم جناب کے سب دوستانہ تھے

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مقصور

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن / فاعلان

''اے روشنیوں کے شہر''

یہ تمام نظم ہندی کے اوزان و بحور (پنگل) سے تعلق رکھتی ہے جس میں آہنگ کے ساتھ ساتھ ''چھندوں'' اور ہندی کے ''ماترک نظام'' کا دخل ہے۔ علم عروض میں اس نظم کے مصاریع کی تقطیع بحرِ متقارب کے مضاعف و مزاحف اوزان میں ہو سکتی ہے۔

سبزہ سبزہ، سوکھ رہی ہے پھیکی، زرد دوپہر
فَعْلُن فَعْلُن فعْل فعولن فَعْلُن فعْل فعول

دیواروں کو چاٹ رہا ہے تنہائی کا زہر
فَعْلُن فَعْلُن فعْل فعولن فَعْلُن فَعْلُن فعْل

علاوہ ازیں نظم کا مستزاد ٹکڑا ''اے روشنیوں کے شہر'' حسب ذیل اوزان میں تقطیع ہوگا:

اے روشنیوں کے شہر

فَعْلُن فَعْلُن فَعْلاان   اور

اے روشنیوں کے شہر

مفعول فعولن فعْل

تقطیع:

اے رو۔ شن یو۔ کے شہر

فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فعْلاان   نیز

اے روش ۔ نیو کے ۔ شہر

مفعول ۔ فعولن ۔ فعْل

~~~~~~~~~~

''ہم جو تاریک راہوں میں مارے گئے''

تیرے ہونٹوں کے پھولوں کی چاہت میں ہم
دار کی خشک ٹہنی پہ وارے گئے

بحر: متدارک مثمن سالم

وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

~~~~~~~~~~

''دریچہ''

گڑی ہیں کتنی صلیبیں مرے دریچے میں
ہر ایک اپنے مسیحا کے خوں کا رنگ لیے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن/ محذوف

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن/ فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعْلاان'' ہے۔ ایسے میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور مسکّن'' کہلائے گا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلاان''

ہے۔ایسے میں بحر کا مذکورہ رکن صرف ''مقصور'' کہلائے گا۔

''ورد آئے گا دبے پاؤں۔۔۔۔''

اور کچھ دیر میں ، جب پھر مرے تنہا دل کو
فکر آلے گی کہ تنہائی کا کیا چارہ کرے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن/محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن/فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعلان'' ہے۔ایسے میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور مسکّن'' کہلائے گا اور نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلان'' ہے۔ایسے میں بحر کا مذکورہ رکن صرف ''مقصور'' کہلائے گا۔

''Africa Come Back''

''ایک رجز''

آ جاؤ، میں نے سُن لی ترے ڈھول کی ترنگ
آ جاؤ ، مست ہو گئی میرے لہو کی تال
''آ جاؤ ایفریقا''

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان

نوٹ: نظم کے کچھ مصاریع ایسے ہیں جن کا آخری لفظ بروزن ''فاعلن'' ہے۔اس صورت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف'' کہلائے گا۔جب کہ نظم کا مستزاد ٹکڑا ''آ جاؤ ایفریقا'' بروزن ''مفعول فاعلن فع'' ہے۔علاوہ ازیں نظم کے مذکورہ بالا پہلے بند کی ترتیب کے مطابق مصاریع کے اوزان کی ترتیب حسبِ ذیل ہے:

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان

''مفعول فاعلن فع''

~~~~~~~~

''یہ فصل امیدوں کی ہمدم''

سب کاٹ دو

بسمل پودوں کو

بے آب سسکتے مت چھوڑو

سب نوچ لو

بے کل پھولوں کو

شاخوں پہ بلکتے مت چھوڑو

یہ فصل امیدوں کی ہم دم

اس بار بھی غارت جائے گی

بحر: زمزمہ/متدارک مثمن مقطوع ومخبون

وزن: فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن

نوٹ: نظم کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک و ساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔

~~~~~~~~

''بنیاد کچھ تو ہو''

کوئے ستم کی خامشی آباد کچھ تو ہو

کچھ تو کہو ستم کشو ، فریاد کچھ تو ہو

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

"کوئی عاشق کسی محبوبہ سے!"

یاد کی راہ گزر جس پہ اسی صورت سے
مدتیں بیت گئی ہیں تمہیں چلتے چلتے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعِلُن" ہے۔ ایسی صورت میں بحر کا مذکورہ رکن "مسکّن" نہ ہوگا۔

"اگست ۵۵ء"

شہر میں چاک گریباں ہوئے ناپید اب کے
کوئی کرتا ہی نہیں ضبط کی تاکید اب کے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعِلُن" ہے۔ ایسی صورت میں بحر کا مذکورہ رکن "مسکّن" نہ ہوگا۔

دستِ تہِ سنگ

غزلیات

جے گی کیسے بساطِ یاراں کہ شیشہ و جام بجھ گئے ہیں
بجے گی کیسے شبِ نگاراں کہ دل سرِ شام بجھ گئے ہیں

بحر: جمیل مثمن سالم

وزن: مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن

~~~~~~~

بے دم ہوئے بیمار دوا کیوں نہیں دیتے
تم اچھے مسیحا ہو شفا کیوں نہیں دیتے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~~

یہ جفائے غم کا چارہ، وہ نجاتِ دل کا عالم
ترا حُسن دستِ عیسیٰ، تری یاد روئے مریم

بحر: رمل مثمن مشکول

وزن: فَعِلات فاعلاتن فَعِلات فاعلاتن

ترے غم کو جاں کی تلاش تھی ترے جاں نثار چلے گئے
تری رہ میں کرتے تھے سر طلب، سرِ رہگزار چلے گئے

بحر: کامل مثمن سالم
وزن: مُتفاعلُن مُتفاعلُن مُتفاعلُن مُتفاعلُن

کب ٹھہرے گا درد اے دل، کب رات بسر ہو گی
سُنتے تھے وہ آئیں گے، سُنتے تھے سحر ہو گی

بحر: ہزج مثمن اخرب
وزن: مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

آج یوں موج در موج غم تھم گیا اس طرح غم زدوں کو قرار آ گیا
جیسے خوشبوئے زلفِ بہار آ گئی، جیسے پیغامِ دیدارِ یار آ گیا

بحر: متدارک مثمن مضاعف
وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

یک بیک شورشِ فغاں کی طرح
فصلِ گل آئی امتحاں کی طرح

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف
وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعِلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعْلُن" ہے۔ ایسے میں بحر کا مذکورہ رکن "مسکّن" کہلائے گا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعِلان" ہے۔ ایسے میں بحر کا مذکورہ رکن "مقصور" کہلائے گا۔

نہ گنواؤ ناوکِ نیم کش دلِ ریزہ ریزہ گنوا دیا
جو بچے ہیں سنگ سمیٹ لو تنِ داغ داغ لٹا دیا

بحر: کامل مثمن سالم
وزن: مُتفاعلُن مُتفاعلُن مُتفاعلُن مُتفاعلُن

ترى اُمید ترا انتظار جب سے ہے
نہ شب کو دن سے شکایت، نہ دن کو شب سے ہے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فعلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے تو ایسے میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا۔

ہر سمت پریشاں تری آمد کے قرینے
دھوکے دیے کیا کیا ہمیں بادِ سحری نے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف
وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

شرحِ فراق، مدحِ لبِ مشکبو کریں
غربت کدے میں کس سے تری گفتگو کریں

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف
وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

قطعات

یہ خوں کی مہک ہے کہ لبِ یار کی خوشبو
کس راہ کی جانب سے صبا آتی ہے دیکھو
گلشن میں بہار آئی کہ زنداں ہوا آباد
کس سمت سے نغموں کی صدا آتی ہے دیکھو

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف/ مقصور
وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن/ فعولان

~~~~~~

میخانوں کی رونق ہیں، کبھی خانقہوں کی
اپنا لی ہوس والوں نے جو رسم چلی ہے
دلداریِ واعظ کو ہمیں باقی ہیں ورنہ
اب شہر میں ہر رندِ خرابات ولی ہے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف
وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~

آج تنہائی کسی ہمدمِ دیریں کی طرح
کرنے آئی ہے مری ساقی گری شام ڈھلے
منتظر بیٹھے ہیں ہم دونوں کہ مہتاب اُبھرے
اور ترا عکس جھلکنے لگے ہر سائے تلے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن/ فَعْلُن

~~~~~~
~~~~~~

رات ڈھلنے لگی ہے سینوں میں
آگ سُلگاؤ آبگینوں میں
دلِ عشاق کی خبر لینا
پھول کھلتے ہیں ان مہینوں میں

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن مفاعلن فِعْلُن

نوٹ: قطعے کے تیسرے مصرعے میں ''دلِ عشا'' بروزن ''فعِلاتن'' آرہا ہے جو کہ جائز اور روا ہے۔ اس حوالے سے مرزا غالب کا حسبِ ذیل مصرع ملاحظہ ہو:

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے

ہم خستہ تنوں سے محتسبو کیا مال منال کا پوچھتے ہو
جو عمر سے ہم نے بھر پایا سب سامنے لائے دیتے ہیں
دامن میں ہے مشتِ خاکِ جگر، ساغر میں ہے خونِ حسرتِ مے
لو ہم نے دامن جھاڑ دیا، لو جام اُلٹائے دیتے ہیں

بحر: زمزمہ/ متدارک مثمن مقطوع ومخبون مضاعف

وزن: فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن

نوٹ: تقطیع کے دوران مصاریع کے مطابق متحرک وساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔

آ گئی فصلِ سکوں چاک گریباں والو
سِل گئے ہونٹ، کوئی زخم سِلے یا نہ سِلے
دوستو بزم سجاؤ کہ بہار آئی ہے
کِھل گئے زخم، کوئی پھول کھلے یا نہ کھلے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن / محذوف
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فعْلُن / فَعِلُن

~~~~~~

ڈھلتی ہے موجِ مے کی طرح رات ان دِنوں
کِھلتی ہے صبح گل کی طرح رنگ و بُو سے پُر
ویراں ہیں جام پاس کرو کچھ بہار کا
دل آرزو سے پُر کرو، آنکھیں لہو سے پُر

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف
وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

~~~~~~

ان دنوں رسم و رہِ شہرِ نگاراں کیا ہے
قاصدا قیمتِ گلگشتِ بہاراں کیا ہے
کوے جاناں ہے کہ مقتل ہے کہ مے خانہ ہے
آج کل صورتِ بربادیِ یاراں کیا ہے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فعْلُن

~~~~~~

نہ دید ہے نہ سخن، اب نہ حرف ہے نہ پیام
کوئی بھی حیلۂ تسکیں نہیں اور آس بہت ہے
اُمیدِ یار، نظر کا مزاج درد کا رنگ
تم آج کچھ بھی نہ پوچھو کہ دل اداس بہت ہے

نوٹ: فیضؔ کا یہ قطعہ محلِ نظر ہے۔ قطعے کے چاروں مصرعے باہم ہم وزن نہیں ہیں۔
پہلے اور تیسرے مصرعے کا وزن حسبِ ذیل ہے:
~~~~~~

مجتث مثمن مخبون مقصور

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان

نہ دید ہے نہ سخن، اب نہ حرف ہے نہ پیام

اُمیدِ یار، نظر کا مزاج درد کا رنگ

جب کہ دوسرے اور چوتھے مصرعے کا وزن درج ذیل ہے:

مجتث مثمن مخبون

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن

کوئی بھی حیلۂ تسکیں نہیں اور آس بہت ہے

تم آج کچھ بھی نہ پوچھو کہ دل اداس بہت ہے

علاوہ ازیں اگر دوسرے اور چوتھے مصرعے کی تقطیع یوں کی جائے تو کچھ بات بنتی ہے لیکن اس طرح قرینِ فصاحت نہ ہوگا۔

کئی بھی ۔ لۂ تسکی ۔ نہی اَرا ۔ س بہت ہٗ

مفاعلن ۔ فعلاتن ۔ مفاعلن ۔ فعلان

تما جکچھ ۔ ب نپوچھو ۔ کدل اُدا ۔ س بہت ہٗ

مفاعلن ۔ فعلاتن ۔ مفاعلن ۔ فعلان

مزید برآں دوسری صورت یہ ہے کہ دوسرے اور چوتھے مصرعے کے آخر سے "ہے" کو سہوِ کتابت سمجھ کر حذف کر دیا جائے تو اس طرح قطعے کے چاروں مصاریع ہم وزن ہو جائیں گے۔ یعنی:

مجتث مثمن مخبون محذوف

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

کوئی بھی حیلۂ تسکیں نہیں اور آس بہت

تم آج کچھ بھی نہ پوچھو کہ دل اداس بہت

لیکن قواعدِ گرامر کے لحاظ سے فعل ناقص ''ہے'' کی کمی کھٹکے گی۔

شام دھندلانے لگی اور مری تنہائی
دل میں پتھر کی طرح بیٹھ گئی
چاند اُبھرنے لگا یکبار تری یاد کے ساتھ
زندگی مونس و غم خوار نظر آنے لگی

نوٹ: فیض کا مذکورہ بالا قطعہ بھی محل نظر ہے کہ اس کا دوسرا مصرع باقی تین مصرعوں کی بہ نسبت چھوٹا ہے۔ پہلے، تیسرے اور چوتھے مصرعے کا وزن حسبِ ذیل ہے:

رمل مثمن مخبون محذوف/مقصور

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فعلن/فعلان

شام دُھندلانے لگی اور مری تنہائی
چاند اُبھرنے لگا یکبار تری یاد کے ساتھ
زندگی مونس و غم خوار نظر آنے لگی

جب کہ دوسرے مصرعے کا وزن حسبِ ذیل ہے:

رمل مثمن مخبون محذوف

فاعلاتن فعلاتن فعلن

دل میں پتھر کی طرح بیٹھ گئی

فرق واضح ہے کہ دوسرا مصرع باقی تین مصرعوں کے وزن سے گر گیا ہے۔

نظمیں:

''دست تہِ سنگ آمدہ''

بیزار فضا، درپئے آزارِ صبا ہے
یوں ہے کہ ہر اک ہمدمِ دیرینہ خفا ہے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف و مقصور

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن/فعولان

سفر نامہ: (۱) ''پیکنگ''

یوں گماں ہوتا ہے بازو ہیں مرے ساٹھ کروڑ
اور آفاق کی حد تک مرے تن کی حد ہے

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور/محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان/فَعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا۔

(۲) ''سنکیانگ''

اب کوئی طبل بجے گا، نہ کوئی شاہسوار
صبح دم موت کی وادی کو روانہ ہوگا

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور/محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان/فَعْلُن

بساطِ رقص پہ صد شرق و غرب سے سرِ شام
دمک رہا ہے تری دوستی کا ماہِ تمام

بحر: مجتث مثمن مخبون مقصور

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف'' کہلائے گا اور نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن

''فعلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف مسکّن'' کہلائے گا۔

~~~~~~

''جشن کا دن''

جُنوں کی یاد مناؤ کہ جشن کا دن ہے
صلیب و دار سجاؤ کہ جشن کا دن ہے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف'' کہلائے گا اور ''مسکّن'' نہ ہوگا اور نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلان'' ہے۔ اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔

~~~~~~

''شام''

اس طرح ہے کہ ہر اک پیڑ کوئی مندر ہے
کوئی اُجڑا ہوا، بے نور پُرانا مندر

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلان'' ہے اس صورت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔

~~~~~~
~~~~~~

"تم یہ کہتے ہو اب کوئی چارہ نہیں"
تم یہ کہتے ہو وہ جنگ ہو بھی چکی!
جس میں رکھا نہیں ہے کسی نے قدم

بحر: متدارک مثمن سالم

وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

"شورشِ زنجیر بسم اللہ"

ہوئی پھر امتحانِ عشق کی تدبیر بسم اللہ
ہر اک جانب مچا کہرامِ دار و گیر بسم اللہ

بحر: ہزج مثمن سالم

وزن: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نوٹ: اگر "بسم اللہ" کا پورا تلفظ ادا کریں گے، "ہ" کے اعلان کے ساتھ تو مصرعے میں "مفاعیلان" کے وزن پر آئے گا اور اس طرح مذکورہ رکن "مسبغ" کہلائے گا۔

"آج بازار میں پابجولاں چلو"

چشمِ نم ، جانِ شوریدہ کافی نہیں
تہمتِ عشق پوشیدہ کافی نہیں
آج بازار میں پابجولاں چلو

بحر: متدارک مثمن سالم

وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

''قیدِ تنہائی''

دور آفاق پہ لہرائی کوئی نور کی لہر
خواب ہی خواب میں بیدار ہوا درد کا شہر

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور

وزن: فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف'' کہلائے گا اور نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعْلُن'' ہے اس صورت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف مسکّن'' کہلائے گا۔

~~~~~~~~~~

''زندگی''

ملکۂ شہرِ زندگی تیرا
شکر کس طور سے ادا کیجے

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن مفاعلن فعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعِلان'' ہے اس صورت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔

جب کہ نظم میں ایک مصرع ایسا ہے جس کا آخری لفظ بروزن ''فعْلان'' ہے اس صورت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور مسکّن'' ہوگا۔ مذکورہ بالا تینوں حالتوں کے حوالے سے نظم کے بطور مثال چند مصاریع حسب ذیل ہیں:

خفیف مسدس مخبون محذوف

فاعلاتن مفاعلن فعِلُن

دولتِ دل کا کچھ شمار نہیں
~~~~~~~~~~

خفیف مسدس مخبون مقصور

فاعلاتن مفاعلن فعلان

خوش نشیں ہیں کہ چشم و دل کی مراد

خفیف مسدس مخبون مقصور مسکّن

فاعلاتن مفاعلن فَعلان

ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں

دو مرثیے: (۱) ''ملاقات مری''

ساری دیوار سیہ ہو گئی تا حلقۂ دام

راستے بجھ گئے رخصت ہوئے رہ گیر تمام

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف'' کہلائے گا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلُن'' ہے اس صورت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف مسکّن'' کہلائے گا۔

(۲) ''ختم ہوئی بارشِ سنگ''

ناگہاں آج مرے تارِ نظر سے کٹ کر

ٹکڑے ٹکڑے ہوئے آفاق پہ خورشید و قمر

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن / محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن / فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلاَن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' ہوگا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلاَن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور مسکّن'' کہلائے گا۔

اس حوالے سے بطور مثال نظم کے حسبِ ذیل مصاریع ملاحظہ ہوں:

رمل مثمن مخبون مقصور

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلاَن

تھم گیا شورِ جنوں ختم ہوئی بارشِ سنگ

رمل مثمن مخبون مقصور مسکّن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلاَن

بجھ گئی دل کی طرح راہِ وفا میرے بعد

''کہاں جاؤ گے''

اور کچھ دیر میں لُٹ جائے گا ہر بام پہ چاند
عکس کھو جائیں گے آئینے ترس جائیں گے

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور/ محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلاَن/ فَعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا۔

''شہرِ یاراں''

آسماں کی گود میں دم توڑتا ہے طفلِ ابر
جم رہا ہے ابر کے ہونٹوں پہ خوں آلود کف

بحر: رمل مثمن مقصور و محذوف

وزن: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان/ فاعلن

''خوشا ضمانت غم''

دیارِ یار تری جوششِ جنوں پہ سلام
مرے وطن ترے دامانِ تار تار کی خیر

بحر: مجتث مثمن مخبون مقصور

وزن: مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعِلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف'' کہلائے گا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعْلُن'' ہے اس صورت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف مسکّن'' کہلائے گا۔

''جب تیری سمندر آنکھوں میں (گیت)''

یہ دھوپ کنارہ ، شام ڈھلے
ملتے ہیں دونوں وقت جہاں

بحر: زمزمہ/ متدارک مثمن مقطوع و مخبون
وزن: فَعْلُن فعِلُن فعْلُن فعِلُن

نوٹ: نظم کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک و ساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔ مثلاً:

یہ دُھو ۔ پ کِنا ۔ رَہ شا ۔ مڈَلے
فَعْلُن ۔ فَعِلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعِلُن

ملتے ۔ ہے دَو ۔ نو وَق ۔ ت جَہا
فَعْلُن ۔ فُعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعِلُن

~~~~~~~~

''رنگ ہے دل کا مرے''

تم نہ آئے تھے تو ہر چیز وہی تھی کہ جو ہے

آسماں حدِّ نظر، راہگزر، راہگزر شیشۂ مے شیشۂ مے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن

نوٹ: نظم کا دوسرا مصرع حسبِ ذیل وزن میں ہے:

''فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن''

آزاد نظم کا یہ تخصّص ہے کہ اس میں بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ کرنا روا ہے۔

~~~~~~~~

''پاس رہو''

آزاد نظم کا وصف ہے کہ پوری بحر کے ارکان کو اپنے موضوع اور مصاریع کے پیشِ نظر کم یا زیادہ کرتی رہتی ہے۔

یہ نظم بحر ''رمل'' کے مزاحف اوزان میں کہی گئی ہے

تم مرے پاس رہو

میرے قاتل، مرے دلدار، مرے پاس رہو

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن

نوٹ: نظم کا پہلا مصرع دو ارکان پر مشتمل ہے۔ جس کی تقطیع حسب ذیل ہے:

تم مرے پا - س رہو

فا علا تن - فَعِلُن

اس طرح نظم کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی۔

~~~~~~~~
~~~~~~~~

"المنظر"

رہ گزر، سائے، شجر، منزل و در، حلقۂ دام

بام پر سینۂ مہتاب کُھلا، آہستہ

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور / محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان / فعلُن

نوٹ: نظم کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک و ساکن ارکان کے علاوہ ارکان کے کم یا زیادہ ہونے کا بھی سامنا رہے گا۔ آزاد نظم کا یہ اختصاص اور انفراد ہے کہ اس میں بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے۔

سرِ وادیِ سینا

غزلیات

یوں سجا چاند کہ جھلکا ترے انداز کا رنگ
یوں فضا مہکی کہ بدلا مرے ہم راز کا رنگ

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان
نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے۔اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف'' کہلائے گا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعْلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف مسکّن'' ہو گا۔

~~~~~~

کس حرف پہ تو نے گوشۂ لب اے جانِ جہاں غماز کیا
اعلانِ جنوں دل والوں نے اب کہ بہ ہزار انداز کیا

بحر: زمزمہ/ متدارک مثمن مقطوع ومخبون مضاعف
وزن: فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن
نوٹ: غزل کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک وساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔ یہ بات مطلع کے دونوں مصرعوں سے واضح ہے۔
~~~~~~

کیے آرزو سے پیماں جو مآل تک نہ پہنچے
شب و روزِ آشنائی مہ وسال تک نہ پہنچے

بحر: رمل مثمن مشکول
وزن: فَعِلاَت فاعلاتن فَعِلاَت فاعلاتن

نہ کسی پہ زخم عیاں کوئی، نہ کسی کو فکر رفو کی ہے
نہ کرم ہے ہم پہ حبیب کا، نہ نگاہ ہم پہ عدو کی ہے

بحر: کامل مثمن سالم
وزن: مُتَفَاعلن مُتَفَاعلن مُتَفَاعلن مُتَفَاعلن

چاند نکلے کسی جانب تری زیبائی کا
رنگ بدلے کسی صورت شبِ تنہائی کا

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلاَن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔

کب تک دل کی خیر منائیں، کب تک رہ دکھلاؤ گے
کب تک چین کی مہلت دو گے کب تک یاد نہ آؤ گے

نوٹ: یہ غزل ہندی اوزان و بحور (پنگل) سے مخصوص ہے۔ تاہم غزل کے تمام مصاریع کی تقطیع بحر متقارب کے مزاحف و مضاعف ارکان میں ہو سکتی ہے۔ مطلع کی تقطیع

حسب ذیل ہے:

کب تک ۔ دل کی ۔ خیر ۔ منائیں ۔ کب تک ۔ رہ دِک ۔ لاؤ ۔ گے
فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فِعْل ۔ فعولن ۔ فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فع

کب تک ۔ چین ۔ کی مہلت ۔ دو گے ۔ کب تک ۔ یاد ۔ نہ آؤ ۔ گے
فَعْلُن ۔ فِعْل ۔ فعولن ۔ فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فِعْل ۔ فعولن ۔ فع

بحر ہندی / متقارب مثمن اثلم واثرم ابتر مضاعف
فَعْلُن فَعْلُن فِعْل فعولن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فع

کب تک دل کی خیر منائیں، کب تک رہ دکھلاؤ گے

بحر ہندی / متقارب مثمن اثلم واثرم ابتر مضاعف
فَعْلُن فِعْل فعولن فَعْلُن فَعْلُن فِعْل فعولن فع

کب تک چین کی مہلت دو گے کب تک یاد نہ آؤ گے

شرح بے دردیِ حالات نہ ہونے پائی
اب کے بھی دل کی مدارات نہ ہونے پائی

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعِلُن" ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن "مسکّن" نہ ہوگا۔

ہم سادہ ہی ایسے تھے، کی یوں ہی پذیرائی
جس بار خزاں آئی، سمجھے کہ بہار آئی

بحرِ ہزج مثمن اخرب

وزن: مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

~~~~~~~~

قطعات

زنداں زنداں شورِ انا الحق، محفل محفل قلقلِ مے

خونِ تمنا دریا دریا، دریا دریا عیش کی لہر

دامن دامن رُت پھولوں کی، آنچل آنچل اشکوں کی

قریہ قریہ جشن بپا ہے، ماتم شہر بہ شہر

نوٹ: قطعہ ہندی اوزان و بحور سے مخصوص ہے تا ہم مصاریع کی بحرِ متقارب کے مزاحف و مضاعف ارکان میں تقطیع ممکن ہے۔ مصاریع کی بحرِ متقارب کے جن مزاحف و مضاعف ارکان میں تقطیع ہوتی ہے وہ حسب ذیل ہیں:

بحرِ متقارب مثمن اثلم واثرم محذوف مضاعف

فَعْلُن فَعْلُن فعل فعولن فَعْلُن فَعْلُن فعل فعَل

زنداں زنداں شورِ انا الحق محفل محفل قلقلِ مے

~~~~~~~~

بحرِ متقارب مثمن اثلم واثرم مقصور مضاعف

فعل فعولن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فعل فعول

خونِ تمنا دریا دریا، دریا دریا عیش کی لہر

~~~~~~~~

بحرِ متقارب مثمن اثلم وابتر مضاعف

فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فع

دامن دامن رُت پھولوں کی آنچل آنچل اشکوں کی

~~~~~~~~

متقارب اثلم واثرم مقصور (چودہ رکنی)

فعلن فعلن فعل فعولن فعلن فعل فعول

قریہ قریہ جشن بپا ہے ماتم شہر بہ شہر

~~~~~~~~

دیدۂ تر پہ وہاں کون نظر کرتا ہے

کاسۂ چشم میں خوں نابِ جگر لے کے چلو

اب اگر جاؤ پئے عرض وطلب اُن کے حضور

دست و کشکول نہیں کاسۂ سَر لے کے چلو

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسبّغ / محذوف

وزن: فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعْلان / فعِلن

نوٹ: قطعے کے تیسرے مصرعے کا آخری لفظ ''کِ حضور'' بروزن ''فعِلان'' آرہا ہے اس اعتبار سے بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔

~~~~~~~~

دیوارِ شب اور عکسِ رُخِ یار سامنے

پھر دل کے آئنے سے لہو پھوٹنے لگا

پھر وضعِ احتیاط سے دُھندلا گئی نظر

پھر ضبطِ آرزو سے بدن ٹوٹنے لگا

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

~~~~~~~~
~~~~~~~~

ضبط کا عہد بھی ہے شوق کا پیمان بھی ہے
عہد و پیماں سے گزر جانے کو جی چاہتا ہے
درد اتنا ہے کہ ہر رگ میں ہے محشر برپا
اور سکوں ایسا کہ مر جانے کو جی چاہتا ہے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن/ فَعْلُن

~~~~~~~~

دُور جا کر قریب ہو جتنے
ہم سے کب تم قریب تھے اتنے
اب نہ آؤ گے تم، نہ جاؤ گے
وصل و ہجراں بہم ہوئے کتنے

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعْلُن

~~~~~~~~

اک سخن مطربِ زیبا کہ سلگ اُٹھے بدن
اک قدح ساقیِ مہوش جو کرے ہوش تمام
ذکرِ صبحے کہ رُخِ یار سے رنگیں تھا چمن
یادِ شب ہا کہ تنِ یار تھا آغوش تمام

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف و مقصور
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن/ فَعِلان

~~~~~~~~
~~~~~~~~

''سالگرہ''

شاعر کا جشنِ سالگرہ ہے ، شراب لا
منصب ، خطاب ، رتبہ انھیں کیا نہیں ملا
بس نقص ہے تو اتنا کہ ممدوح نے کوئی
مصرع کسی کتاب کے شایاں نہیں لکھا

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف
وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

~~~~~~~~

نظمیں

''انتساب''

آج کے نام

اور

آج کے غم کے نام
'' آج کا غم کہ ہے زندگی کے بھرے گلستاں سے خفا''

بحر: متدارک مثمن سالم/ مذال
وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن/ فاعلان

نوٹ: نظم کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی۔ کہیں کوئی ''مربع'' اور کہیں ''مسدس'' اور کہیں ''مثمن'' تو کہیں کوئی ٹکڑا بحر کی مضاعف حالت میں ہوگا، جیسا کہ حسبِ ذیل مصرع ''متدارک مسدس مضاعف'' میں ہے:

متدارک مسدس مضاعف
فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
~~~~~~~~

''آج کا غم کہ ہے زندگی کے بھرے گلستاں سے خفا''

اسی طرح بعض مصاریع کے آخر پر کوئی لفظ بروزن ''فاعلان'' بھی آسکتا ہے

اس حالت میں مذکورہ رکن ''مذال'' کہلائے گا۔

~~~~~~~~

''لہو کا سراغ''

کہیں نہیں ہے کہیں بھی نہیں لہو کا سراغ

نہ دست و ناخنِ قاتل نہ آستیں پہ نشاں

بحر: مجتث مثمن مخبون مقصور/محذوف

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلان/فَعِلَن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' کہلائے گا۔

~~~~~~~~

''یہاں سے شہر کو دیکھو''

یہاں سے شہر کو دیکھو تو حلقہ در حلقہ

کھنچی ہے جیل کی صورت ہر ایک سمت فصیل

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن/مقصور

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن/فَعِلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ کہلائے گا۔

~~~~~~~~

''غم نہ کر، غم نہ کر''

درد تھم جائے گا غم نہ کر، غم نہ کر

یار لوٹ آئیں گے، دل ٹھہر جائے گا غم نہ کر، غم نہ کر
~~~~~~~~

بحر: متدارک مثمن سالم

وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

نوٹ: نظم کا پہلا مصرع بحرِ متدارک کی ''مثمن'' ہیئت میں ہے جب کہ دوسرا مصرع بحرِ متدارک کی ''مسدس مضاعف'' صورت میں ہے۔ نظمِ آزاد میں بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ کرنا روا ہے۔

~~~~~~

''بلیک آؤٹ''

یہ آزاد نظم بحرِ رمل کے مزاحف ارکان اور ''مربع، مسدس، مثمن'' ہیئتوں میں کہی گئی ہے۔

جب سے بے نور ہوئی ہیں شمعیں

خاک میں ڈھونڈتا پھرتا ہوں نہ جانے کس جا

کھو گئی ہیں مری دونوں آنکھیں

نوٹ: مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان و بحور کی تفصیل درج ذیل ہے:

رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

جب سے بے نور ہوئی ہیں شمعیں

~~~~~~

رمل مسدس مخبون محذوف مسکّن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

خاک میں ڈھونڈتا پھرتا ہوں نہ جانے کس جا

~~~~~~
~~~~~~

رمل مسدس مخبون محذوف مسکّن

فاعلاتن فَعِلاتن فعْلُن

کھو گئی ہیں مری دونوں آنکھیں

~~~~~~~~

''سپاہی کا مرثیہ''

یہ آزاد نظم ہندی اوزان و بحور (پنگل) سے مخصوص ہے نیز اس کی تقطیع بحرِ متقارب میں بھی ہو سکتی ہے اس اعتبار سے اس نظم میں بحرِ متقارب کے مزاحف و مضاعف ارکان اور ''مربع، مسدس، مثمن'' ہیئتیں استعمال ہوئی ہیں۔

اُٹھو اب ماٹی سے اٹھو

جاگو میرے لال

اب جاگو میرے لال

مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

متقارب مثمن اثلم

فعْلُن فعْلُن فعْلُن فعْلُن

اُٹھو اب ماٹی سے اُٹھو

~~~~~~~~

متقارب مسدس اثلم واثرم

فعْلُن فعْلُن فعْل

جاگو میرے لال

~~~~~~~~
~~~~~~~~

متقارب مسدس اثلم، اثلم مسبغ

فَعلُن فَعْلُن فَعْلان

اب جاگو میرے لال

اسی طرح اگر نظم کے تمام مصاریع کی الگ الگ تقطیع کی جائے تو بحرِ متقارب کے مختلف مزاحف ارکان سے واسطہ پڑے گا۔ آزاد نظم میں کسی بھی ایک بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ کرنا روا ہے۔

~~~~~~

''ایک شہر آشوب کا آغاز''

اب بزمِ سخن صحبتِ لب سوختگاں ہے

اب حلقۂ مے طائفۂ بے طلباں ہے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف ومحذوف/مقصور

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن/فعولان

~~~~~~

''سوچنے دو''

یہ آزاد نظم بحرِ رمل کے مزاحف ارکان اور ''مربع، مسدس، مثمن'' ہیئتوں میں کہی گئی ہے۔

اک ذرا سوچنے دو

اس خیاباں میں

جو اس لحظہ بیاباں بھی نہیں

کون سی شاخ میں پھول آئے تھے سب سے پہلے

کون بے رنگ ہوئی رنج وتعب سے پہلے

نوٹ: مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان و بحور کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

رمل مربع مخبون محذوف

فاعلاتن فَعِلُن

اک ذرا سوچنے دو

~~~~~~~~

رمل مثمن مخبون محذوف

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن

اس خیاباں میں جو اس لحظہ بیاباں بھی نہیں

~~~~~~~~

رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

کون سی شاخ میں پھول آئے تھے سب سے پہلے

کون بے رنگ ہوئی رنج و تعب سے پہلے

اگر نظم کے تمام مصاریع کی الگ الگ تقطیع کی جائے تو نظم میں بحرِ رمل کے مزاحف ارکان کا دخل صاف نظر آئے گا۔ آزاد نظم میں کسی بھی ایک بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ کر لینا روا ہے۔

~~~~~~~~

"سرِ وادیِ سینا"

پھر برق فروزاں ہے سرِ وادیِ سینا

پھر رنگ پہ ہے شعلۂ رخسارِ حقیقت

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف و محذوف

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

نوٹ: نظم کے مصاریع کی تقطیع کے دوران بحر کے مزاحف ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی جو کہ آزاد نظم میں روا ہے۔

~~~~~~~~

"دعا"

آئیے ہاتھ اُٹھائیں ہم بھی

ہم جنھیں رسمِ دعا یاد نہیں

بحر: رمل مسدس مخبون محذوف مسکّن / محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعْلُن / فَعِلُن

نوٹ: نظم کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران بحر کے مزاحف ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی اور یہ آزاد نظم میں روا ہے۔
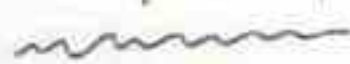
~~~~~~

"دلدار دیکھنا"

طوفاں بہ دل ہے ہر کوئی دلدار دیکھنا

گُل ہو نہ جائے مشعلِ رخسار دیکھنا

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف و محذوف / مقصور

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن / فاعلان

~~~~~~

"ہارٹ اٹیک"

یہ آزاد نظم بحرِ رمل کے مزاحف ارکان اور "مربع، مسدس، مثمن" ہیئتوں میں کہی گئی ہے۔

درد اتنا تھا کہ اس رات دلِ وحشی نے

ہر رگِ جاں سے اُلجھنا چاہا

ہر بُنِ مُو سے ٹپکنا چاہا

نوٹ: مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان و بحور کی تفصیل حسب ذیل ہے:

رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

درد اتنا تھا کہ اس رات دلِ وحشی نے

~~~~~~
~~~~~~

رمل مسدس مخبون محذوف مسکّن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

ہر رگِ جاں سے اُلجھنا چاہا

ہر بنِ مُو سے ٹپکنا چاہا

اگر نظم کے تمام مصاریع کی الگ الگ تقطیع کی جائے تو نظم میں بحرِ رمل کے مختلف مزاحف ارکان کا دخل صاف دکھائی دے گا۔ آزاد نظم میں کسی بھی ایک بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ کر لینا روا ہے۔

~~~~~

''خورشیدِ محشر کی لَو''

آج کے دن نہ پوچھو، مرے دوستو

دُور کتنے ہیں خوشیاں منانے کے دن

بحر: متدارک مثمن سالم

وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

~~~~~

''جرسِ گل کی صدا''

اس ہوس میں کہ پکارے جرسِ گل کی صدا

دشت و صحرا میں صبا پھرتی ہے یوں آوارہ

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن/ فَعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعِلان'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔

~~~~~
~~~~~

"فرشِ نومیدیٔ دیدار"

دیکھنے کی تو کسے تاب ہے لیکن اب تک
جب بھی اُس راہ سے گزرو تو کسی دُکھ کی کسک

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن / محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن / فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعِلان" ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن "مقصور" کہلائے گا۔

~~~~~~~~

"ٹوٹی جہاں جہاں پہ کمند"

رہا نہ کچھ بھی زمانے میں جب نظر کو پسند
تری نظر سے کیا رشتۂ نظر پیوند

بحر: مجتث مثمن مخبون مقصور / مقصور مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلان / فَعْلان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعِلُن" ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن "محذوف" کہلائے گا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعْلُن" ہے اس صورت میں بحر کا مذکورہ رکن "محذوف مسکّن" کہلائے گا۔

~~~~~~~~

"حذر کرو مرے تن سے"

سجے تو کیسے سجے قتلِ عام کا میلہ
کسے لُبھائے گا میرے لہو کا واویلا

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعِلُن" ہے اس حالت میں بحر کا

مذکورہ رکن ''مسکن'' نہ ہوگا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعلان'' ہے
اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔

تہ بہ تہ دل کی کدورت

میری آنکھوں میں امنڈ آئی تو کچھ چارہ نہ تھا

چارہ گر کی مان لی

مذکورہ بالا سطور آزاد نظم کی ہیں اور یہ آزاد نظم بلاعنوان مجموعہ ''سرِ وادیِ سینا'' میں شامل ہے۔ یہ نظم ''بحرِ رمل'' کے مزاحف و مضاعف ارکان اور اس اعتبار سے ''مربع، مسدس، مثمن'' ہیئتوں میں کہی گئی ہے۔

مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

رمل مربع سالم

فاعلاتن فاعلاتن

تہ بہ تہ دل کی کدورت

رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

میری آنکھوں میں امنڈ آئی تو کچھ چارہ نہ تھا

رمل مربع محذوف

فاعلاتن فاعلن

چارہ گر کی مان لی

ارکان کی تعداد کے کم یا زیادہ ہونے سے بحر کی عروضی ہیئت میں فرق آجاتا ہے اسی فرق سے بحر کی مزاحف اشکال کی تشکیل ہوتی ہے۔ ''مربع'' سے ''مسدس'' اور پھر

''دشمن'' وغیرہ آزاد نظم میں اس کی مثالیں نمایاں ہیں اور آزاد نظم میں یہ طریق کار روا ہے۔ بحر ایک ہی ہوتی ہے لیکن اس کی مزاحف شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ جیسا کہ اس نظم کے مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان سے صاف ظاہر ہے۔

~~~~~~~~

''غبارِ خاطرِ محفل ٹھہر جائے''

کہیں تو کاروانِ درد کی منزل ٹھہر جائے
کنارے آ لگے عمرِ رواں یا دل ٹھہر جائے

بحر: ہزج مثمن سالم

وزن: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

~~~~~~~~

''میں تیرے سپنے دیکھوں''

برکھا برسے چھت پر، میں تیرے سپنے دیکھوں
برف گرے پربت پر، میں تیرے سپنے دیکھوں

نوٹ: یہ نظم ہندی اوزان و بحور (پنگل) سے مخصوص ہے۔ اس اعتبار سے یہ نظم ''گیت کا چھند'' میں کہی گئی ہے۔ یہ چھند ''۲۶'' ماتراؤں پر مشتمل ہے۔ نیز اس نظم کے مصاریع کی تقطیع بحرِ متقارب کے مزاحف اوزان سے بھی ہو سکتی ہے اس لحاظ سے متحرک و ساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی اور بحر کے مزاحف اوزان کا دخل رہے گا۔ نظم کے مذکورہ بالا شعر کی تقطیع حسبِ ذیل ہے:

برکا۔ برسے۔ چت پر۔ مے تے۔ رے سَپ۔ نے دے۔ کو
فَعْلُن۔ فَعْلُن۔ فَعْلُن۔ فَعْلُن۔ فَعْلُن۔ فَعْلُن۔ فع

برف۔ گرے پر۔ بت پر۔ مے تے۔ رے سَپ۔ نے دے۔ کو
فَعْل۔ فعولن۔ فَعْلُن۔ فَعْلُن۔ فَعْلُن۔ فَعْلُن۔ فع

متقارب اثلم وابتر (چودہ رکنی)

فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فع

برکھا برسے چھت پر، میں تیرے سپنے دیکھوں

~~~~~~~~

متقارب اثرم واثلم ابتر (چودہ رکنی)

فعل فعولن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فع

برف گرے پربت پر، میں تیرے سپنے دیکھوں

~~~~~~~~

''بھائی''

آج سے بارہ برس پہلے بڑا بھائی مرا

☆ اسٹلن گرڈ کی جنگاہ میں کام آیا تھا

میری ماں اب بھی لیے پھرتی ہے پہلو میں یہ غم

جب سے اب تک ہے وہی تن پہ ردائے ماتم

اور اس دُکھ سے مری آنکھ کا گوشہ تر ہے

اب مری عمر بڑے بھائی سے کچھ بڑھ کر ہے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن/ فَعْلُن

نوٹ: ☆نسخہ ہائے وفا (سرِ وادیِ سینا) میں ''اسٹالن گراڈ'' لکھا ہوا ہے اس طرح مذکورہ

وزن میں نہیں آتا۔

~~~~~~~~
~~~~~~~~

''داغستانی خاتون اور شاعر بیٹا''

اس نے جب بولنا نہ سیکھا تھا
اس کی ہر بات میں سمجھتی تھی
اب وہ شاعر بنا ہے نامِ خدا
لیکن افسوس کوئی بات اس کی
میرے پلّے ذرا نہیں پڑتی

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن / محذوف
وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعْلُن / فَعِلُن

~~~~~~~~

''بہ نوکِ شمشیر''

میرے آبا کہ تھے نا محرمِ طوق و زنجیر
وہ مضامیں جو ادا کرتا ہے اب میرا قلم

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور مسکّن / محذوف
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلان / فَعِلُن

~~~~~~~~

''آرزو''

مجھے معجزوں پہ یقیں نہیں مگر آرزو ہے کہ جب قضا
مجھے بزمِ دہر سے لے چلے
تو پھر ایک بار یہ اذن دے
کہ لحد سے لوٹ کے آسکوں

بحر: کامل مثمن سالم
وزن: مُتفاعلن مُتفاعلن مُتفاعلن مُتفاعلن

نوٹ: نظم کا پہلا مصرع بحر ''کامل مثمن سالم'' میں ہے جب کہ باقی تین مص
''کامل مربع سالم'' میں ہیں۔ آزاد نظم میں بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ
روا ہے ساری نظم بحرِ کامل کی مزاحف اشکال کا اجتماع ہے۔

تیرگی جال ہے اور بھالا ہے نور
اک شکاری ہے دن، اک شکاری ہے رات

بحر: متدارک مثمن سالم/ مذال
وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن/ فاعلان
نوٹ: یہ نظم بلا عنوان نسخہ ہائے وفا (مجموعہ: سرِ وادیِ سینا) میں شامل ہے۔

''نسخۂ اُلفت میرا''

گر کسی طور ہر اک اُلفتِ جاناں کا خیال
شعر میں ڈھل کے ثنائے رخِ جاناں نہ بنے

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور/ محذوف
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان/ فَعِلُن
نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلُن'' ہے اس حالت میں
مذکورہ رکن ''محذوف مسکّن'' کہلائے گا۔

''ایک چٹان کے لیے (کتبہ)''

جواں مردی اُسی رفعت پہ پہنچی
جہاں سے بزدلی نے جست کی تھی

بحر: ہزج مسدس محذوف
وزن: مفاعیلن مفاعیلن فعولن

شامِ شہرِ یاراں

غزلیات

ہم نے سب شعر میں سنوارے تھے

ہم سے جتنے سخن تمھارے تھے

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعْلُن

~~~~~~~~

نہ اب رقیب نہ ناصح نہ غم گسار کوئی

تم آشنا تھے تو تھیں آشنائیاں کیا کیا

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن/ فَعْلُن

~~~~~~~~

یہ موسمِ گُل گرچہ طرب خیز بہت ہے

احوالِ گُل ولالہ غم انگیز بہت ہے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف ومحذوف

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~~~
~~~~~~~~

ہمیں سے اپنی نوا ہم کلام ہوتی رہی
یہ تیغ اپنے لہو میں نیام ہوتی رہی

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن

تجھے پکارا ہے بے ارادہ
جو دل دُکھا ہے بہت زیادہ

بحر: جمیل مربع سالم
وزن: مفاعلاتن مفاعلاتن

حسرتِ دید میں گزراں ہیں زمانے کب سے
دشتِ اُمید میں گرداں ہیں دوانے کب سے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر
مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا اور غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن
''فَعِلان'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا جب کہ
مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلان'' ہے اس صورت میں بحر کا مذکورہ رکن
''مقصور مسکّن'' ہوگا۔

یہ کس خلش نے پھر اس دل میں آشیانہ کیا
پھر آج کس نے سخن ہم سے غائبانہ کیا

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف مسکّن'' کہلائے گا۔

~~~~~~~~

کس شہر نہ شہرہ ہوا نادانیِ دل کا
کس پر نہ کھُلا رازِ پریشانیِ دل کا

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~~~

حیراں ہے جبیں آج کدھر سجدہ روا ہے
سر پر ہیں خداوند سرِ عرش خدا ہے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~~~

قطعات و متفرق اشعار

جو پیرہن میں کوئی تار محتسب سے بچا
دراز دستیِ پیرِ مغاں کی نذر ہوا
اگر جراحتِ قاتل سے بخشوا لائے
تو دل سیاستِ چارہ گراں کی نذر ہوا

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن/فَعْلُن

~~~~~~~~

ہزار درد شبِ آرزو کی راہ میں ہے
کوئی ٹھکانہ بتاؤ کہ قافلہ اُترے
قریب اور بھی آؤ کہ شوقِ دید مٹے
شراب اور پلاؤ کہ کچھ نشہ اُترے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن/فَعْلُن

~~~~~~~~

اشعار

وہ بتوں نے ڈالے ہیں وسوسے کہ دلوں سے خوفِ خدا گیا
وہ پڑی ہیں روز قیامتیں کہ خیالِ روزِ جزا گیا
جو نفس تھا خارِ گُلو بنا، جو اُٹھے تھے ہاتھ لہو ہوئے
وہ نشاطِ آہِ سحر گئی، وہ وقارِ دستِ دعا گیا
جو طلب پہ عہدِ وفا کیا، تو وہ قدرِ رسمِ وفا گئی
سرِ عام جب ہوئے مدّعی، تو ثوابِ صدق و صفا گیا

بحر: کامل مثمن سالم
وزن: مُتفاعلن مُتفاعلن مُتفاعلن مُتفاعلن

~~~~~~~~

نظمیں اور متفرقات

"جس روز قضا آئے گی"

کس طرح آئے گی جس روز قضا آئے گی
شاید اس طرح کی جس طور کبھی اوّلِ شب

بحرِ رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن / محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فعْلُن / فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعِلان'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' ہوگا۔

~~~~~~

''اشک آباد کی شام''

اس آزاد نظم کے مصاریع کی تقطیع بحرِ متقارب کے مزاحف اوزان کے اختلاط سے ہوتی ہے۔ آزاد نظم میں بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ کر لینا روا ہے۔

جب سورج نے جاتے جاتے

اشک آباد کے نیلے اُفق سے

اپنے سنہری جام

میں ڈھالی

نوٹ: مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

متقارب مثمن اثلم

فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن

جب سورج نے جاتے جاتے

~~~~~~

متقارب مثمن اثلم واثرم مقبوض

فَعْلُن فعْل فعول فعولن

اشک آباد کے نیلے اُفق سے

~~~~~~
~~~~~~

متقارب مثمن اثرم

فعل فعولن فعَل فعولن

اپنے سنہری جام میں ڈھالی

~~~~~~~~

''مرے درد کو جو زباں ملے''

مرا درد نغمۂ بے صدا

مری ذات ذرّۂ بے نشاں

بحر: کامل مربع سالم

وزن: مُتفاعلن مُتفاعلن

~~~~~~~~

''پاؤں سے لہو کو دھو ڈالو''

ہم کیا کرتے کس رہ چلتے

ہر راہ میں کانٹے بکھرے تھے

اُن رشتوں کے جو چُھوٹ گئے

اُن صدیوں کے یارانوں کے

بحر: متدارک مثمن مقطوع ومخبون

وزن: فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن

نوٹ: نظم کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک و ساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی اور بحرِ متدارک کے مزاحف ارکان کا بھی دخل رہے گا۔

متدارک مثمن مقطوع

فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن

ہم کیا کرتے کس رہ چلتے

اُن صدیوں کے یارانوں کے

~~~~~~~~

متدارک مثمن مقطوع ومخبون

فَعْلُن فعِلُن فَعْلُن فَعْلُن

ہر راہ میں کانٹے بکھرے تھے

~~~~~~~~

متدارک مثمن مقطوع ومخبون

فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعِلُن

اُن رشتوں کے جو چھوٹ گئے

~~~~~~~~

"سجاد ظہیر کے نام"

نہ اب ہم ساتھ سیرِ گُل کریں گے

نہ اب مل کر سرِ مقتل چلیں گے

بحر: ہزج مسدس محذوف

وزن: مفاعیلن مفاعیلن فعولن

~~~~~~~~

"گیت"

چلو پھر سے مسکرائیں

چلو پھر سے دل جلائیں

بحر: رمل مربع مشکول

وزن: فَعِلات فاعلاتن

~~~~~~~~

"ہم تو مجبور تھے اس دل سے"

ہم تو مجبور تھے اس دل سے کہ جس میں ہر دم

گردشِ خوں سے وہ کہرام بپا رہتا ہے
~~~~~~~~

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعلان'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور مسکّن'' کہلائے گا۔

~~~~~~~~

''ڈھاکا سے واپسی پر''

ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی ملاقاتوں کے بعد

پھر بنیں گے آشنا کتنی مداراتوں کے بعد

بحر: رمل مثمن مقصور/ محذوف

وزن: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان/ فاعلن

~~~~~~~~

''بہار آئی''

بہار آئی تو جیسے یک بار

لوٹ آئے ہیں پھر عدم سے

وہ خواب سارے، شباب سارے

نوٹ: یہ نظم بحرِ جمیل کے سالم ارکان ''مفاعلاتن مفاعلاتن'' میں کہی گئی ہے۔ نظم کے مصاریع کی بناوٹ کے لحاظ سے بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی۔

بہار آئی ۔	ت جیس یک با
مفاعلاتن ۔	مفاعلاتن
ر لَوٹ آئے ۔	ہیں پھر عدم سے
مفاعلاتن ۔	مفاعلاتن

وخابسارے۔ شبابسارے

مفاعلاتن ۔ مفاعلاتن

~~~~~~

"تم اپنی کرنی کر گزرو"

اب کیوں اُس دن کا ذکر کرو

جب دل ٹکڑے ہو جائے گا

نوٹ: اس آزاد نظم کی تقطیع بحرِ متدارک کے مزاحف اوزان میں ہوتی ہے اور تقطیع کے دوران متحرک وساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔

اب کو۔ اُس دن ۔ کا ذِک ۔ رَ کرُ و

فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعِلُن

~~~~~~

جب دل ۔ ٹکڑے ۔ ہو جا ۔ ئے گا

فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعْلُن

~~~~~~

متدارک مثمن مقطوع ومخبون

فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعِلُن

اب کیوں اُس دن کا ذکر کرو

~~~~~~

متدارک مثمن مقطوع

فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن

جب دل ٹکڑے ہو جائے گا

~~~~~~
~~~~~~

"لیننِ گراڈ کا گورستان"

سرد سِلوں پر

زرد سِلوں پر

تازہ گرم لہو کی صورت

گُل دستوں کے چھینٹے ہیں

نوٹ: یہ نظم ہندی اوزان و بحور (پنگل) کے لحن و آہنگ سے مخصوص ہے۔اس اعتبار نظم کے مصاریع کی تقطیع بحرِ متقارب کے مزاحف اوزان میں ہو گی۔مذکور مصاریع کی تقطیع حسبِ ذیل ہے:

سَرْ دْ - سِلَو پَر
فعْل - فعولُن

زرْ دْ - سِلَوپَر
فعْل - فعولن

تازہ۔گرم۔لہو کی۔صورت
فَعْلُن۔فعْل۔فعولن۔فَعْلُن

گُل دَس۔تو کے۔چھینٹے۔ہے
فَعْلُن - فَعْلُن۔فَعْلُن۔فع

اس طرح بحرِ متقارب کے مذکورہ بالا مزاحف اوزان کی ترتیب درج ذیل ٹھہری:

متقارب مربّع اثرم سالم الآخر
فعْل فعولن

متقارب مثمن اثلم واثرم سالم الحشوِ دوم
فَعْلُن فعْلُ فعولن فَعْلُن

~~~~~~~~

متقارب مثمن اثلم ابتر
فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فع

~~~~~~~~

"کچھ عشق کیا، کچھ کام کیا"

وہ لوگ بہت خوش قسمت تھے
جو عشق کو کام سمجھتے تھے

بحر: متدارک مثمن مقطوع ومخبون
وزن: فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن

نوٹ: نظم کے مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک وساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔اس طرح مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان حسبِ ذیل ہیں:

متدارک مثمن مقطوع ومخبون
فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعْلُن
وہ لوگ بہت خوش قسمت تھے

~~~~~~~~

متدارک مثمن مقطوع ومخبون
فَعْلُن فَعِلُن فَعِلُن فَعْلُن
جو عشق کو کام سمجھتے تھے

~~~~~~~~

''درِ اُمید کے دریوزگر''

پھر پھریرے بن کے میرے تن بدن کی دھجیاں
شہر کے دیوار و دَر کو رنگ پہنانے لگیں

بحر: رمل مثمن محذوف

وزن: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

~~~~~~~~

''آج اِک حرف کو پھر ڈھونڈتا پھرتا ہے خیال''

آج اک حرف کو پھر ڈھونڈتا پھرتا ہے خیال
مدھ بھرا حرف کوئی ،زہر بھرا حرف کوئی

بحر: رمل مثمن مخبون مقصور/ محذوف

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلان/ فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلان'' یا ''فَعْلُن'' ہے اس حالت میں بحر کے مذکورہ ارکان بالترتیب ''مقصور مسکّن'' اور ''محذوف مسکّن'' کہلائیں گے

~~~~~~~~

''مرثیہ امام''

رات آئی ہے شبیر پہ یلغارِ بلا ہے
ساتھی نہ کوئی یار نہ غم خوار رہا ہے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف/ مقصور

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن/ فعولان

~~~~~~~~

''مدح''

کس طرح بیاں ہو ترا پیرایۂ تقریر
گویا سرِ باطل پہ چمکنے لگی شمشیر
~~~~~~~~

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور/ محذوف
وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولان/ فعولن

"گیت"

منزلیں ، منزلیں

شوقِ دیدار کی منزلیں

حُسنِ دلدار کی منزلیں ، پیار کی منزلیں

نوٹ: یہ گیت بحرِ متدارک کے سالم ارکان "فاعلن فاعلن" میں کہا گیا ہے۔ مصاریع کے اعتبار سے بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی۔ مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان کی ترتیب درج ذیل ہے:

متدارک مربع سالم

فاعلن فاعلن

منزلیں منزلیں

متدارک مسدس سالم

فاعلن فاعلن فاعلن

شوقِ دیدار کی منزلیں

متدارک معشّر سالم

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

حُسنِ دلدار کی منزلیں، پیار کی منزلیں

"گیت"

اب کیا دیکھیں راہ تمھاری

بیت چلی ہے رات

نوٹ: یہ گیت ہندی اوزان و بحور (پنگل) کے لحن و آہنگ سے مخصوص ہے۔ اس
اس کے مصاریع کی تقطیع بحرِ متقارب کے مزاحف اوزان میں ہوگی۔ مذکور
مصاریع کے اوزان کی ترتیب حسبِ ذیل ہے:

متقارب مثمن اثلم واثرم سالم الآخر

فَعْلُن فَعِلُن فعْل فعولن

اب کیا دیکھیں راہ تمھاری

متقارب مسدس اثرم سالم الحشو

فعْل فعولن فعْل

بیت چلی ہے رات

"گیت"

ہم تیرے پاس آئے

سارے بھرم مٹا کر

سب چاہتیں بھلا کر

بحر: مضارع مربّع اخرب

وزن: مفعول فاعلاتن

نوٹ: گیت کا حسبِ ذیل شعر "مضارع مثمن اخرب" کی ہیئت میں ہے:

مضارع مثمن اخرب

مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

تھی آس آج ہم پر کچھ ہو گی مہربانی

ہلکا کریں گے جی کو سب حالِ دل زبانی

~~~~~

''امیدِ سحر کی بات سنو''

جگر دریدہ ہوں چاکِ جگر کی بات سُنو

اَلم رسیدہ ہوں دامانِ تر کی بات سُنو

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعْلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''محذوف مسکّن'' کہلائے گا۔ مثلاً:

مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن

مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

مسافرِ رہِ صحرائے ظلمتِ شب سے

~~~~~

''ناظم حکمت: زنداں سے ایک خط''

مری جاں تجھ کو بتلاؤں، بہت نازک یہ نکتہ ہے

بدل جاتا ہے انساں جب مکاں اس کا بدلتا ہے

بحر: ہزج مثمن سالم

وزن: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نوٹ: چوں کہ یہ آزاد نظم ہے اس لیے اس کے مصاریع کے مطابق بحر کے ارکان کی

تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی۔

''او میرے وطن''

او میرے وطن! او میرے وطن! او میرے وطن!

مرے سر پر وہ ٹوپی نہ رہی

جو تیرے دیس سے لایا تھا

نوٹ: یہ نظم بحرِ متدارک کے مزاحف اوزان میں تقطیع ہوتی ہے۔ نظم کے مصاریع کی تقطیع کے دوران بحر کے ارکان کم یا زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ متحرک و ساکن ارکان کی حالتیں بھی بدلتی رہیں گی۔ مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان کی ترتیب درج ذیل ہے:

متدارک مسدس مقطوع و مخبون مضاعف

فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن

او میرے وطن او میرے وطن او میرے وطن

متدارک مثمن مخبون و مقطوع

فَعِلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن

مرے سر پر وہ ٹوپی نہ رہی

متدارک مثمن مقطوع و مخبون

فَعْلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن

جو تیرے دیس سے لایا تھا

''اولجز، عمر علی سلیمان: صحرا کی رات''

کہیں بھی شبنم کہیں نہیں ہے

عجب کہ شبنم کہیں نہیں ہے

بحر: جمیل مربع سالم

وزن: مفاعلاتن مفاعلاتن

نوٹ: نظم کے مصاریع کے مطابق بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی۔

مِرے دل مِرے مسافر

غزلیات

''دو غزلیں: مخدوم کی یاد میں''

(۱) ''آپ کی یاد آتی رہی رات بھر''
چاندنی دل دکھاتی رہی رات بھر

بحر: متدارک مثمن سالم
وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

~~~~~~~~

(۲) ''اُسی انداز سے چل بادِ صبا آخرِ شب''
یاد کا پھر کوئی دروازہ کُھلا آخرِ شب

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف/مقصور
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن/فَعِلان

~~~~~~~~

''ایک دکنی غزل''

یہ غزل بحرِ متدارک کے مزاحف و مضاعف اوزان میں کہی گئی ہے۔ اس غزل کا لحن و آہنگ ہندی اوزان و بحور (پنگل) سے مخصوص ہے۔ اسی لیے اس کے مصاریع کی

تقطیع بحرِ متدارک کے مزاحف و مضاعف اوزان سے ہوگی۔

کچھ پہلے اِن آنکھوں آگے کیا کیا نہ نظارا گزرے تھا
کیا روشن ہو جاتی تھی گلی جب یار ہمارا گزرے تھا

بحر: زمزمہ/ متدارک مثمن مقطوع و مخبون مضاعف

وزن: فَعْلُن فَعِلُن فعْلُن فَعِلُن فعْلُن فَعِلُن فعْلُن فعِلُن

نوٹ: غزل کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک و ساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔ کہیں ''عین متحرک کے ساتھ (فَعِلُن)'' زیادہ دفعہ آئے گا تو کہیں مصرعے میں ''ساکن العین کے ساتھ (فعْلُن)'' کی تعداد زیادہ ہوگی تو کہیں ان دونوں کی تعداد مساوی ہوگی۔

سہل یوں راہ زندگی کی ہے
ہر قدم ہم نے عاشقی کی ہے

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکن

وزن: فاعلاتن مفاعلن فعْلُن

کبھی کچھ ہے تیرا دیا ہوا، کبھی راحتیں، کبھی کلفتیں
کبھی صحبتیں کبھی فرقتیں، کبھی دوریاں کبھی قربتیں

بحر: کامل مثمن سالم

وزن: مُتفاعلن مُتفاعلن مُتفاعلن مُتفاعلن

قندِ دہن ، کچھ اس سے زیادہ
لطفِ سخن ، کچھ اس سے زیادہ
فصلِ خزاں میں لطفِ بہاراں
برگِ سمن کچھ اس سے زیادہ

بحر: متقارب مثمن اثرم
وزن: فعل فعولن فعل فعولن

~~~~~~~~

اب کے برس دستورِ ستم میں کیا کیا باب ایزاد ہوئے
جو قاتل تھے مقتول ہوئے، جو صید تھے اب صیاّد ہوئے

بحر: زمزمہ/ متدارک مثمن مقطوع ومخبون مضاعف
وزن: فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

نوٹ: یہ غزل ہندی اوزان و بحور (پنگل) سے علاقہ رکھتی ہے تاہم اس کے مصاریع کی تقطیع بحرِ متدارک کے مزاحف و مضاعف اوزان سے ممکن ہے۔اس طرح غزل کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک وساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔ہم نے اوپر اسی کے پیشِ نظر ارکان کے حروف پر اِعراب نہیں لگائے۔ مصاریع میں کہیں عینِ متحرک کے ساتھ "فَعِلُن" زیادہ دفعہ آئے گا تو کہیں ساکن العین کے ساتھ "فَعْلُن" زیادہ دفعہ آئے گا اور کہیں ان دونوں کی تعداد مع حرکات برابر ہوگی۔

~~~~~~~~

غم بہ دل، شکر بہ لب، مست وغزل خواں چلیے
جب تلک ساتھ رہے عمرِ گریزاں چلیے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعْلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہیں کہلائے گا۔

~~~~~~~~

ستم سِکھلائے گا رسمِ وفا ایسے نہیں ہوتا

صنم دِکھلائیں گے راہِ خدا ایسے نہیں ہوتا

بحر: ہزج مثمن سالم

وزن: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

~~~~~~~~

قطعات

مقتل میں نہ مسجد نہ خرابات میں کوئی

ہم کس کی امانت میں غمِ کارِ جہاں دیں

شاید کوئی ان میں کفن پھاڑ کے نکلے

اب جائیں شہیدوں کے مزاروں پہ اذاں دیں

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~~~

اپنے انعامِ حُسن کے بدلے

ہم تہی دامنوں سے کیا لینا

آج فرقت زدوں پہ لطف کرو

پھر کبھی صبر آزما لینا
~~~~~~~~

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن / محذوف

وزن: فاعلاتن مفاعلن فعْلُن / فَعِلُن

~~~~~~~~~~

نظمیں اور متفرقات

''دلِ من مُسافرِ من''

مرے دل ، مرے مُسافر

ہُوا پھر سے حکم صادر

بحر: رمل مربع مشکول

وزن: فَعِلات فاعلاتن

~~~~~~~~~~

''کوئی عاشق کسی محبوبہ سے''

گلشنِ یاد میں گر آج دمِ بادِ صبا

پھر سے چاہے کہ گل افشاں ہو تو ہو جانے دو

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف / محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن / فعْلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلان'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' ہوگا۔

~~~~~~~~~~

''منظر''

آسماں آج اک بحرِ پُر شور ہے

جس میں ہر سُو رواں بادلوں کے جہاز

بحر: متدارک مثمن سالم / مذال

وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن / فاعلان

~~~~~~~~~~

''دو نظمیں: قفقاز کے شاعر قاسن قلی سے ماخوذ''

(۱) شاعر لوگ

زہر پیتے رہے ، گیت گاتے رہے
جان دیتے رہے زندگی کے لیے
ساعتِ وصل کی سرخوشی کے لیے
دین و دنیا کی دولت لٹاتے رہے

بحر: متدارک مثمن سالم

وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

~~~~~~~

(۲) ''شو پیں کا نغمہ بجتا ہے''

چھلنی ہے اندھیرے کا سینہ، برکھا کے بھالے برسے ہیں
دیواروں کے آنسو ہیں رواں، گھر خاموشی میں ڈوبے ہیں

بحر: زمزمہ/ متدارک مثمن مقطوع ومخبون مضاعف

وزن: فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

نوٹ: یہ نظم ہندی اوزان و بحور (پنگل) کے لحن و آہنگ سے علاقہ رکھتی ہے۔ اسی لیے اس کے تمام مصاریع کی تقطیع بحرِ متدارک کے مزاحف و مضاعف اوزان سے ہوتی ہے نیز اس طرح متحرک و ساکن ارکان کی حرکات بدلتی رہیں گی۔ ہم نے اسی لیے ''وزن'' بتاتے ہوئے ارکان پر حرکات نہیں لگائیں کیوں کہ مذکورہ بالا دونوں مصرعوں میں متحرک و ساکن ارکان کی جگہیں آگے پیچھے ہیں دونوں مصرعوں کے اوزان کی ترتیب حسبِ ذیل ہے:

فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن

چھلنی ہے اندھیرے کا سینہ، برکھا کے بھالے برسے ہیں

~~~~~~~

فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن

دیواروں کے آنسو ہیں رواں، گھر خاموشی میں ڈوبے ہیں

~~~~~~~~~

''لاؤ تو قتل نامہ مرا''

سننے کو بھیڑ ہے سرِ محشر لگی ہوئی
تہمت تمہارے عشق کی ہم پر لگی ہوئی

بحر: مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف/مقصور
وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن/ فاعلان

~~~~~~~~~

''تین آوازیں''

(۱) ظالم

جشن ہے ماتمِ اُمید کا آؤ لوگو
مرگِ انبوہ کا تہوار مناؤ لوگو

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن/محذوف
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن/فَعِلُن

~~~~~~~~~

(۲) مظلوم

رات چھائی تو ہر اک درد کے دھارے چُھوٹے
صبح پُھوٹی تو ہر اک زخم کے ٹانکے ٹوٹے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن/محذوف
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن/فَعِلُن

~~~~~~~~~

(۳) ندائے غیب

ہر اک اولی الامر کو صدا دو
کہ اپنی فردِ عمل سنبھالے

بحر: جمیل مربع سالم
وزن: مفاعلاتن مفاعلاتن

~~~~~~~~

''یہ ماتمِ وقت کی گھڑی ہے''

ٹھہر گئی آسماں کی ندیا
وہ جا لگی ہے اُفق کنارے
اُداس رنگوں کی چاند نیّا

بحر: جمیل مربع سالم
وزن: مفاعلاتن مفاعلاتن

نوٹ: چوں کہ یہ آزاد نظم ہے اس لیے اس میں بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی۔

~~~~~~~~

''ہم تو مجبورِ وفا ہیں''

تجھ کو کتنوں کا لہو چاہیے اے ارضِ وطن
جو ترے عارضِ بے رنگ کو گلنار کریں

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن/ فَعْلُن

~~~~~~~~

''پیرس''

یہ نظم بحرِ رمل کے مزاحف اوزان میں ہے۔ چوں کہ آزاد نظم میں بحر کے ارکان کم
~~~~~~~~

یا زیادہ کر لینا روا ہے اِسی لیے اس نظم میں بحرِ ''رمل مثمن مخبون محذوف'' کے ارکان کی مزاحف صورتیں سامنے آتی ہیں۔

دن ڈھلا کوچہ و بازار میں صف بستہ ہوئیں

زرد رو روشنیاں

ان میں ہر ایک کے کشکول سے برسیں رم جھم

اس بھرے شہر کی ناسودگیاں

نوٹ: نظم کے مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان بالترتیب درج ذیل ہیں:

رمل مثمن مخبون محذوف	:	فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن
رمل مربع مخبون محذوف	:	فاعلاتن فَعِلُن
رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن	:	فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن
رمل مسدس مخبون محذوف	:	فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلُن
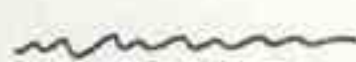
~~~~~~~~

''قوالی''

جلا پھر صبر کا خرمن، پھر آہوں کا دھواں اُٹھا

ہوا پھر نذرِ صرصر ہر نشیمن کا ہر اک تنکا

بحر: ہزج مثمن سالم

وزن: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

~~~~~~~~

''کیا کریں''

یہ نظم بحرِ ہزج مقبوض ''مفاعلن مفاعلن ۔۔۔'' کے آہنگ میں کہی گئی ہے۔ نظم کے مصاریع کے مطابق بحر کے ارکان اپنی مزاحف صورتیں اور ہیئتیں بدلتے رہیں گے۔

مری تری نگاہ میں

جو لاکھ انتظار ہیں

جو میرے تیرے تن بدن میں

لاکھ دل فگار ہیں

نوٹ: تیسرے مصرعے کا آخری لفظ ''میں'' چوتھے مصرعے کے لفظ ''لاکھ'' سے واصل ہو گا اور اس طرح ''میں لاکھ دل فگار ہیں'' کا وزن ''مفاعلن مفاعلن'' بنے گا۔

نظم کے مذکورہ بالا مصاریع کی بحر اور وزن درج ذیل ہے:۔

بحر: ہزج مربع مقبوض سالم

وزن: مفاعلن مفاعلن

''دو نظمیں فلسطین کے لیے''

(۱) فلسطینی شہدا جو پردیس میں کام آئے

میں جہاں پر بھی گیا ارضِ وطن

تیری تذلیل کے داغوں کی جلن دل میں لیے

تیری حُرمت کے چراغوں کی لگن دل میں لیے

نوٹ: یہ نظم بحر ''رمل'' کے مزاحف اوزان میں کہی گئی ہے۔ نظم کا پہلا مصرع بحر کی ''مسدس'' ہیئت میں ہے جب کہ باقی تمام مصاریع ''مثمن'' ہیئت میں ہیں۔ نظم کے مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان کی ترتیب درج ذیل ہے:

رمل مسدس مخبون مخذوف	:	فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلُن
رمل مثمن مخبون مخذوف	:	فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن
رمل مثمن مخبون مخذوف	:	فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن

---

(۲)

"فلسطینی بچے کے لیے لوری"

یہ نظم ہندی اوزان و بحور سے مخصوص ہے تاہم اس کی تقطیع بحرِ متدارک کے مزاحف اوزان سے ممکن ہے اس طرح نظم کے مصاریع کے مطابق بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی اور بحر کی مزاحف اشکال سامنے آئیں گی۔

مت رو بچے

رو رو کے ابھی

تیری امّی کی آنکھ لگی ہے

مت رو بچے

نوٹ: مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان کی ترتیب حسب ذیل ہے:

متدارک مربّع مقطوع : فَعْلُن فَعْلُن

متدارک مربّع مقطوع و مخبون : فَعْلُن فَعِلُن

متدارک معشّر مقطوع و مخبون محذوذ: فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعِلُن فع

متدارک مربّع مقطوع : فَعْلُن فَعْلُن

~~~~~~~~

"میرے ملنے والے"

وہ دَر کُھلا میرے غم کدے کا

وہ آ گئے میرے ملنے والے

بحر: جمیل مربّع سالم

وزن: مفاعلاتن مفاعلاتن

نوٹ: نظم کے مصاریع کے مطابق بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی۔

~~~~~~~~

"گاؤں کی سڑک"

یہ دیس مفلس و نادار کجکلاہوں کا

یہ دیس بے زر و دینار بادشاہوں کا

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعْلُن

~~~~~~~~

"گیت"

"گیت" کے تمام مصاریع ہندی اوزان و بحور (پنگل) کے آہنگ سے مخصوص ہیں تاہم ان کی تقطیع بحرِ متقارب کے مزاحف ارکان سے ممکن ہے۔ اس طرح مزاحف اوزان کا اختلاط سامنے آئے گا جو اس ہندی آہنگ سے مخصوص غزل و نظم کے لیے روا اور جائز ہے۔

جلنے لگیں یادوں کی چتائیں

آؤ کوئی بیت بنائیں

مذکورہ بالا مصرعوں کے اوزان کی ترتیب حسبِ ذیل ہے:

متقارب مثمن اثلم سالم الآخر : فَعْلُن فعولن فَعْلُن فعولن

متقارب مثمن اثلم واثرم سالم الآخر: فَعْلُن فَعْلُن فعْل فعولن

نوٹ: گیت کے مذکورہ بالا مصرعوں کی حسبِ ذیل وزن میں بھی تقطیع ہوتی ہے:

متقارب مثمن اثرم سالم الآخر

جَلْن ۔ لگی یا ۔ دوک ۔ چتائے

فعْل ۔ فعولن ۔ فعْل ۔ فعولن

اور

آء ۔ وکوئی ۔ بَیت ۔ بنائے

فعْل ۔ فعولن ۔ فعْل ۔ فعولن

~~~~~~~~

''وبیتی وجہ زبک''

ہم دیکھیں گے

لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

بحر: زمزمہ/ متدارک مثمن مقطوع ومخبون

وزن: فعلن فعلن فعلن فعلن

نوٹ: نظم میں دو تغیر ہوں گے

۱) مصاریع کے مطابق بحر کے ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی۔

۲) متحرک وساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی

نظم کے مذکورہ بالا مصاریع کی تقطیع درج ذیل ہے:

متدارک مثمن مقطوع: فَعْلُن ۔ فَعْلُن

ہم دے ۔ کے گے

~~~~~~~~

متدارک مثمن مقطوع ومخبون:

فَعْلُن ۔ ہکِ ہَم ۔ بی دے ۔ کے گے

لازم۔ فَعِلُن۔ فَعْلُن۔ فَعْلُن

~~~~~~~~

غبارِ ایّام

غزلیات

نہیں نگاہ میں منزل تو جستجو ہی سہی
نہیں وصال میسر تو آرزو ہی سہی

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن

~~~~~~~~

گو سب کو بہم ساغر و بادہ تو نہیں تھا
یہ شہر اُداس اِتنا زیادہ تو نہیں تھا

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف
وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~~~

دربار میں اب سطوتِ شاہی کی علامت
درباں کا عصا ہے کہ مصنّف کا قلم ہے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف
وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~~~
~~~~~~~~

نذرِ مولانا حسرت موہانی:

مر جائیں گے ظالم کی حمایت نہ کریں گے
احرار کبھی ترکِ روایت نہ کریں گے

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف
وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~~~

ہم مسافر یونہی مصروفِ سفر جائیں گے
بے نشاں ہو گئے جب شہر تو گھر جائیں گے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا اور وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلان'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔

~~~~~~~~

جیسے ہم بزم ہیں پھر یارِ طرحدار سے ہم
رات ملتے رہے اپنے در و دیوار سے ہم

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف/ محذوف مسکّن
وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن/ فَعْلُن

~~~~~~~~

پھر آئینۂ عالم شاید کہ نکھر جائے
پھر اپنی نظر شاید تاحدِّ نظر جائے

بحر: ہزج مثمن اخرب
وزن: مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

~~~~~~~~

پھول مَسلے گئے فرشِ گلزار پر
رنگ چھڑکا گیا تختۂ دار پر

بحر: متدارک مثمن سالم

وزن: فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

بے بسی کا کوئی درماں نہیں کرنے دیتے
اب تو ویرانہ بھی ویراں نہیں کرنے دیتے

بحر: رمل مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعْلُن

نوٹ: غزل کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن "فَعِلُن" ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن "مسکّن" نہ ہوگا۔

بہت ملا نہ ملا زندگی سے غم کیا ہے
متاعِ درد بہم ہے تو بیش و کم کیا ہے

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن

نوٹ: غزل میں صرف ایک مصرع ایسا ہے جس کا آخری لفظ بروزن "فَعِلُن" آتا ہے یعنی

سجاؤ بزم، غزل گاؤ، جام تازہ کرو

یہاں "زَ کَرُو" بروزن "فَعِلُن" آیا ہے۔ اس طرح بحر کا مذکورہ رکن "مسکّن" نہیں کہلائے گا۔

قطعات و متفرق اشعار

باقی ہے کوئی ساتھ تو بس ایک اسی کا
پہلو میں لیے پھرتے ہیں جو درد کسی کا
اک عمر سے اس دُھن میں کہ اُبھرے کوئی خورشید
بیٹھے ہیں سہارا لیے شمعِ سحری کا

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف/مقصور
وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن/فعولان

~~~~~~

رفیقِ راہ تھی منزل ہر اک تلاش کے بعد
چُھٹا یہ ساتھ تو رہ کی تلاش بھی نہ رہی
ملول تھا دلِ آئینہ ہر خراش کے بعد
جو پاش پاش ہوا اک خراش بھی نہ رہی

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف/مقصور
وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعِلُن/فَعِلان

~~~~~~

"تم ہی کہو کیا کرنا ہے"

جب دکھ کی ندیا میں ہم نے
جیون کی ناؤ ڈالی تھی
تھا کتنا کَس بَل بانہوں میں
لوہو میں کتنی لالی تھی

بحر: متدارک مثمن مقطوع
وزن: فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن

نوٹ: نظم میں ایسے بھی مصاریع ہیں جن میں ''فَعْلُن'' کے ساتھ ''فَعِلُن'' بھی آتا ہے اور زحاف ''فاعلن'' میں سے زحف ''خبن'' سے ''فَعِلُن'' مخبون ہے۔

یوں لگتا تھا دو ہاتھ لگے

اور ناؤ پورم پار لگی

مذکورہ بالا مصاریع کی تقطیع بحرِ متدارک کے حسبِ ذیل مزاحف ارکان سے یوں ہو گی:

یو لگ ۔ تا تا ۔ دو ہا ۔ ت لگے (تلگے)
فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعِلُن

~~~~~~~~

اُرنا ۔ وُ پو ۔ رَم پا ۔ رَلگی
فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعْلُن ۔ فَعِلُن

اس طرح بحر کا نام حسبِ ذیل ہوگا:

متدارک مثمن مقطوع مخبون الآخر
فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعِلُن

~~~~~~~~

''عشق اپنے مجرموں کو پابجولاں لے چلا''

دار کی رسّیوں کے گلو بند گردن میں پہنے ہوئے

گانے والے ہر اک روز گاتے رہے

نوٹ: یہ نظم بحرِ متدارک کے سالم ارکان ''فاعلن فاعلن ۔۔۔'' میں کہی گئی ہے۔ مصاریع کے مطابق ارکان کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہے گی اور اس طرح بحر کی عروضی ہیئتیں (مربع، مسدس، مثمن) متشکل ہوں گی۔

مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان کی ترتیب درج ذیل ہے:

متدارک مسدس مضاعف

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

دار کی رسیوں کے گلوبند گردن میں پہنے ہوئے

متدارک مثمن سالم

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

گانے والے ہر اک روز گاتے رہے

"میجر اسحاق کی یاد میں"

لو تم بھی گئے ہم نے تو سمجھا تھا کہ تم نے

باندھا تھا کوئی یاروں سے پیمانِ وفا اور

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف/ مقصور

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن/ فعولان

"ایک نغمہ کربلائے بیروت کے لیے"

بیروت نگارِ بزمِ جہاں

بیروت بدیلِ باغِ جناں

بحر: متدارک مثمن مقطوع و مخبون

وزن: فَعْلُن فَعِلُن فَعْلُن فَعِلُن

نوٹ: نظم کے تمام مصاریع کی تقطیع کے دوران متحرک و ساکن ارکان کی حالتیں بدلتی رہیں گی۔

''ایک ترانہ مجاہدینِ فلسطین کے لیے''

ہم جیتیں گے

حقا ہم اک دن جیتیں گے

بالآخر اک دن جیتیں گے

نوٹ: اس آزاد نظم کی تقطیع بحرِ متدارک کے مزاحف ارکان سے ہوتی ہے۔ چوں کہ آزاد نظم میں ارکان کا کم یا زیادہ کر لینا روا ہے اسی لیے اس نظم میں بھی بحر کے ارکان کی تعداد مصاریع کے مطابق کم یا زیادہ ہوتی رہے گی۔

مذکورہ بالا مصاریع کے اوزان کی ترتیب درج ذیل ہے:

متدارک مربع مقطوع

فَعْلُن فَعْلُن

ہم جیتیں گے

~~~~~~~~~

متدارک مثمن مقطوع

فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن فَعْلُن

حقا ہم اک دن جیتیں گے

بالآخر اک دن جیتیں گے

~~~~~~~~~

''اس وقت تو یوں لگتا ہے''

اس وقت تو یوں لگتا ہے اب کچھ بھی نہیں ہے

مہتاب نہ سورج ، نہ اندھیرا نہ سویرا

بحر: ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف

وزن: مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

~~~~~~~~~
~~~~~~~~~

''ہجر کی راکھ اور وصال کے پھول''

آج پھر درد و غم کے دھاگے میں

ہم پرو کر ترے خیال کے پھول

بحر: خفیف مسدس مخبون محذوف مسکّن/مقصور

وزن: فاعلاتن مفاعلن فَعْلُن/فَعِلَان

~~~~~~

''یہ کس دیارِ عدم میں۔۔۔۔۔''

نہیں ہے یوں تو نہیں ہے کہ اب نہیں پیدا

کسی کے حُسن میں شمشیرِ آفتاب کا حُسن

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن/مقصور

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن/فَعِلَان

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلُن'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مسکّن'' نہ ہوگا۔

~~~~~~

''جو میرا تمھارا رشتہ ہے''

میں کیا لکھوں کہ جو میرا تمھارا رشتہ ہے

وہ عاشقی کی زباں میں کہیں بھی درج نہیں

بحر: مجتث مثمن مخبون محذوف مسکّن/محذوف

وزن: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن فَعْلُن/فَعِلُن

نوٹ: نظم کے وہ مصاریع جن کا آخری لفظ بروزن ''فَعِلَان'' ہے اس حالت میں بحر کا مذکورہ رکن ''مقصور'' کہلائے گا۔

~~~~~~
~~~~~~

''آج شب کوئی نہیں ہے''

آج شب دل کے قریں کوئی نہیں ہے

آنکھ سے دور طلسمات کے در وا ہیں کئی

خواب در خواب محلات کے در وا ہیں کئی

اور مکیں کوئی نہیں ہے

نوٹ: نظم کے مذکورہ بالا بند کے اوزان کی ترتیب درج ذیل ہے:

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن

فاعلاتن فَعِلاتن

اسی طرح نظم کے باقی بندوں کی بھی ترتیب ہوگی۔ مذکورہ بالا مصاریع کے ساتھ اوزان کی ترتیب حسبِ ذیل ہے:

رمل مسدس مخبون

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن

آج شب دل کے قریں کوئی نہیں ہے

~~~~~~~~

رمل مثمن مخبون محذوف

فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن

آنکھ سے دور طلسمات کے در وا ہیں کئی

خواب در خواب محلات کے در وا ہیں کئی

~~~~~~~~

رمل مربع مخبون

فاعلاتن فعلاتن

اور کہیں کوئی نہیں ہے

~~~~~~~~

''ترک شاعر ناظم حکمت کے افکار''

(۱) جینے کے لیے مرنا

یہ کیسی سعادت ہے

مرنے کے لیے جینا

یہ کیسی حماقت ہے

بحر: متدارک مسدس مقطوع ومخبون الحشو

وزن: فعلُن فعِلُن فعلُن

نوٹ: مذکورہ بالا نظم کے مصاریع کی تقطیع بحر ''ہزج مربع اخرب: مفعول مفاعیلن'' میں بھی ممکن ہے۔

~~~~~~~~

(۲) اکیلے جیو

ایک شمشاد تن کی طرح

اور مل کر جیو

ایک بن کی طرح

نوٹ: مذکورہ بالا نظم بحر متقارب میں کہی گئی ہے۔ تقطیع کے دوران آٹھ بار ''فعولن'' اور آخر پر ایک بار ''فعَل'' آئے گا۔ تقطیع درج ذیل ہے:

اکیلے۔ جیواے۔ کشمشا۔ دتَن کی۔ طرَح او۔ رمل کر۔ جیواے۔ کبَن کی۔ طرَح

فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔ فعَل

ڈاکٹر رابعہ سرفراز

معروفیت: اُستاد شعبۂ اُردو
جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

مطبوعات

۱۔ شبنم سے مکالمہ (نظمیں)　۲۔ محبت زمانہ ساز نہیں (نظمیں)

۳۔ سیّدنا احمد ﷺ (سیرت نبوی ﷺ)　۴۔ سدا وہ میرے ساتھ (انگریزی گیتوں کے تراجم)

۵۔ مشرق کی سمت ایک سفر (ہرمن ہیسے کے ناول The Journey To The East کا اردو ترجمہ)

۶۔ اشاریہ　۷۔ سخن زاد (غزلیں)

۸۔ کوئی رُت کوئی رستہ ہو (آزاد نظمیں)　9۔ توضیحی مطالعات

۱۰۔ تنقیدی جائزے　۱۱۔ اقبال آثار

۱۲۔ اقبال کا نظریۂ فن　۱۳۔ اقبال کا شعری اسلوب

۱۴۔ ترجمہ۔ فن اور اہمیت　۱۵۔ تنقیدی مطالعات

۱۶۔ عکس در عکس (غزلیں)　۱۷۔ اُردو زبان اور بنیادی لسانیات

۱۸۔ نسخہ ہائے وفا کی عروضی تخریج

زیرِ طبع

۱۔ وہی جہاں ہے ترا جس کو تُو کرے پیدا

۲۔ خواب آثار (نظمیں)　۳۔ تحقیقی و تنقیدی افکار

Ph:+92-41-2643841, Cell:0300-6668284